رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۸

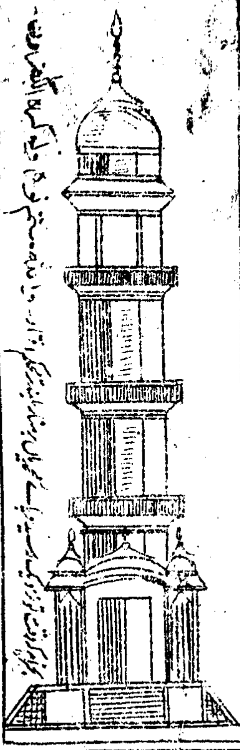
إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

(از ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ
[illegible]
۵- اپنی جماعت [illegible]
[illegible] روپیہ سے کم آمدنی والے
[illegible] والوں سے

جلد ۱۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ | نمبر ۱۵



مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

اپنے وٹرنری اسسٹنٹوں کو میں نے الحکم کے ذریعہ ان غریب بھائیوں کی امداد کیلئے متوجہ کیا تھا جو وٹرنری کالج میں تعلیم پانے کے واسطے جاتے ہیں یا جانا چاہتے ہیں مگر اپنی مفلسی اور ناداری کی وجہ سے وہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتے اور اسوجہ سے نوجوانوں کا ایک گروہ جو قوم اور سلسلہ کے لئے خدا کے فضل سے مفید ہو سکتا ہے مشکلات میں پڑ جاتا ہے مجلس صدقات جس کے ذمہ پہلے ہی مدرسہ تعلیم الاسلام کے نادار اور یتیم طلباء کے لئے کل سامان تعلیم بہم پہنچانا ابناء السبیل کو زاد راہ دینا مستحق مہاجرین درقرضداروں کی مناسب امداد کرنا اور نومسلموں اور دوسرے مستحقین کے ساتھ سلوک کرنا ہے) باوجود مقامی ضرورتوں کے بھی وہ بیرونی احمدی طالبعلموں سے حسب ضرورت اور مناسب موقع مدد دیتی ہے اسوقت علیگڈھ کالج میں دو طالبعلموں کو اور وٹرنری کالج میں دو طالبعلموں کو وظیفہ دے رہی ہے مگر یہ بڑھتے ہوئے اخراجات ایسی صورت اختیار کر رہے ہیں جس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ ماہواری مستقل اخراجات کو خدانخواستہ صدمہ نہ پہونچے اور کہیں روک پیدا نہ ہو۔ اگرچہ قدرت خدا کی بندہ نوازی پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ کے مہمات کا خود متکفل اور کارساز ہے تاہم بشری کمزوریاں ایک ایک وقت حیران کر دیتی ہیں اور مجھے بہ حیثیت سکرٹری سب کمیٹی صدقات اپنی ذمہ داری پر نظر کرتے ہوئے بہت فکر لگتا ہے اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس امر کی ضرورت پر قوم کو توجہ دلاتا رہوں۔ منجملہ مختلف طریقوں اس مد کے اخراجات کی تکمیل کے سوچے ہیں جن میں سے ان طالبعلموں کیلئے (جو وٹرنری کالج میں جانا چاہتے ہیں) کی امداد کے لئے یہ تھا کہ وٹرنری اسسٹنٹ مدد کریں اور یہ فنڈ ان مستحق طالبعلموں کی دستگیری کرے جو وٹرنری کالج میں جاویں اور [illegible] اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم دستگیری کرے تو اس مد کیلئے کافی روپیہ آ سکتا ہے میری اس تحریک پر وٹرنری اسسٹنٹوں کی خاموشی میرے لئے رنج کا موجب تھی تاہم چونکہ اس تحریک کو بند نہیں کیا تھا خدا کا شکر ہے کہ میری محنت ٹھکانے لگی اور خدا تعالیٰ کو منظور ہے کہ [illegible] میں دو نوجوان [illegible] دلی جوش پیدا [illegible]

جنہوں نے سب سے پہلے اس کام میں نمایاں حصہ اپنے کیلئے حاصل کیا ہے۔ یہ مخلص نوجوان ڈاکٹر محمد اشفاق اور سید [illegible] صاحب ہیں۔ انہوں نے خود اس فنڈ کے لئے اپنے وٹرنری بھائیوں کو تحریک کرنے کا ذمہ لیا ہے اور بہت جلد ماہواری وظایف کیلئے وہ مستقل انتظام کر کے اطلاع دینگے اسکے متعلق جو چٹھی انہوں نے مجھے بھیجی ہے وہ نہایت اطمینان بخش ہے مجھے امید ہے کہ کم از کم ۲۰ وٹرنری اسسٹنٹ ہماری جماعت میں ہونگے اگر وہ اس فنڈ میں دو دو روپیہ ماہوار کا وظیفہ بھی دیدیں گے تو ہم ہر سال چار پانچ طالبعلم اطمینان کے ساتھ بھیج سکیں گے اور چونکہ ہر سال انشاء اللہ تعالیٰ اس جماعت کے بڑھنے کی امید ہے وظایف بھی بڑھتے جاوینگے اور اگر خدا نے برکت دی تو [illegible] داخل ہونیوالے طلباء نے یہ عزم کر لیا کہ ملازمت کیساتھ خدا کے فضل سے وہ وظیفہ واپس کر دیا کریں گے تو یہ فنڈ اور بھی مفید ہو جاویگا بہرحال اسوقت ضرورت ہے کہ وٹرنری اسسٹنٹ [illegible] بھائیوں کی مدد کریں۔ اسوقت ایک عزیز روپیہ فیس داخلہ کی درخواست [illegible] پاس ہے اور یہ روپیہ جلد ادا ہونا ہے میں اکبر [illegible] اشفاق اور قاضی غلام حسن صاحب کو سفارش کرتا ہوں کہ وہ اپنا کام بہت جلد شروع کر کے روپیہ بھجوائیں تاکہ [illegible] ادا کی جاوے اور ماہواری وظایف کا الگ انتظام ہو۔

قاضی صاحب کی وہ چٹھی جو انہوں نے مجھے لکھی ہے میں اخبار میں چھاپ دیتا لیکن میں اسوجہ سے کہ [illegible] بڑا حصہ [illegible] متعلق ہے [illegible] نہیں کرتا کہ [illegible] خطوط کو جنہیں میری [illegible] اعتراف نہ درج کروں اسلئے کہ میں جو کچھ کرتا ہوں اپنا فرض ادا کرتا ہوں اور [illegible] کسی شکر گزاری کی حاجت نہیں میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ احباب جو میرے ساتھ اپنے اخلاص محبت سے [illegible] اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں تاکہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے اور ہر قسم کی تاریکیوں اور غفلتوں سے نجات دیکر خدمت سلسلہ کیلئے مستعد اور [illegible] فرماوے۔ آمین۔

بہرحال میں امید کرتا ہوں کہ قاضی صاحب اور ڈاکٹر صاحب جو اس نیک کام کے لئے والشیر بنے ہیں بہت جلد اپنی ہمت اور مساعی جمیلہ کے نتائج سے اپنے مستحق بھائیوں کی دعائیں لینگے اللہ تعالیٰ ان کا رفیق ہو [illegible] آمین۔

گوروں اور کالوں میں حقوق کی مساوات کا جوش

موجودہ پولیٹکل ایجیٹیشن کے متعلق یہ تیسرا مضمون ہے جو الحکم کے کالموں میں شائع کیا جاتا ہے میں یقیناً جانتا ہوں کہ شور یدہ سر اس قسم کے مضامین کو ناپسند کریں گے اور وہ الحکم کو خدا جانے کیا کیا صلواتیں سنائیں گے مگر وہ ان باتوں کی پروا کر کے اظہار حق کے اظہار سے رک نہیں سکتا اور انشاء اللہ نہیں رکے گا۔

یہ امر متعدد مرتبہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم احمدی گورنمنٹ انگلشیہ کو خدا تعالیٰ کی ایک نعمت اور خاص برکت سمجھتے ہیں جس کے ذریعہ ہماری جان ہمارا مال ہماری آبرو اور سب سے بڑھکر ہمارا ایمان محفوظ ہے۔ اس لئے ان احسانات اور برکات کی شکر گزاری اپنا مذہبی فرض یقین کرتے ہیں جیساکہ ناظرین کو معلوم ہے آجکل جہاں اکثر ناعاقبت اندیش اور جاہ طلب لوگوں نے یہ وتیرہ اختیار کر رکھا ہے کہ وہ خواہ بیہودہ اور بے معنی ہی کیوں نہ ہو انگریزوں کے نام اور کام پر اعتراض کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اور وہ مختلف قسم کے جاہل اور اپنے نفع ونقصان سے ناواقف محض لوگوں کو بہکاتے اور اکساتے ہیں وہاں

انگریزوں کے ساتھ حقوق کی مساوات

کا بھی سوال پیش کرتے ہیں اور مختلف مثالیں دے دے کر بتاتے ہیں کہ فلاں عہدے کی تنخواہ ایک یوروپین تراد کو اس قدر ملتی ہے اور ایک دیسی کو اسقدر علیٰ ہذا القیاس۔

اس قسم کی باتوں سے نافہم اور کوتہ اندیش پبلک بھڑکتی اور وہ اپنی محسن گورنمنٹ کی نسبت کبھی خود غرضی اور کبھی ناانصافی کا الزام لگانے کو طیار ہو جاتی ہے مگر درحقیقت یہ سخت غلطی اور گمراہی ہے۔

جو لوگ اس قسم کے اعتراض کرتے ہیں وہ حریص اور طامع ہیں اور اپنے ذاتی اغراض کی خاطر احمقوں کو اکساتے اور

آگ لگا جمالو دور کھڑی

کے مصداق ہوکر تماشا دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور محبان وطن کی فہرست میں اپنا نام لکھا کر اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہتے ہیں۔

یہ امر کہ کسی عالی رتبہ انسان کو دیکھکر ویسے ہی اعزاز اور درجہ کے حاصل کرنے کی سعی کرنا یا آرزو کرنا گو برا نہ ہو لیکن جب یہ آرزو

مقبلاں راز وال نعمت وجاہ

کے رنگ میں اور یہ سعی اخلاقی حدود کی پابندیوں سے نکل کر ہو تو نہایت ہی مذموم اور مکروہ ہو جاتی ہے۔ یہی حال ہمارے ابنائے وطن اور اہل ملک کا ہے۔ میں اس بات سے نہیں ڈرتا کہ وہ مجھے گالیاں دیں گے یا مجھے قومی غدار کہیں گے۔ کہیں ان کی گالیاں ان کی بیہودگیاں میرے

حقیقی جذبات کو دبا نہیں سکتی ہیں

بہرحال یہ بحث بھی آجکل بہت زور شور سے شروع ہوگئی ہے کہ گوروں اور کالوں کے حقوق میں مساوات ملحوظ نہیں رکھی جاتی۔ میں نے اس سوال کے سارے پہلوؤں پر بڑے غور سے نظر کی ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میں اس بات سے کہ ملک کے شور وشیون کے ساتھ ہم آواز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ مساوات کا سوال ہی سرے سے لغو اور خلاف نیچر سوال ہے۔

جس صورت میں انسانی نسلوں میں رنگ، زبان، قومی، قد وقامت ناک کا اختلاف موجود ہے اور پھر عورت ومرد وضیع وشریف صحیح وتندرست آقا ونوکر وغیرہ صدہا قسم کے امتیاز اور اختلاف موجود ہیں تو کون قدرت کو بدل کر یہ مساوات کے ولولوں سے دیوانہ ہوئے ہوئے لوگ کیا مساوات قائم کرنے کی قدرت رکھ سکتے ہیں۔

اور جس صورت میں یہ اختلاف قدرتی (نیچرل) اختلاف ہے تو پھر مساوات قائم کیونکر ہو سکتی ہے؟ کس کس امر میں مساوات کو قائم کیا جاویگا۔ میں یہ مانتا ہوں کہ یہ بیہودہ خیال آج ہی پیدا نہیں ہوا مختلف ملکوں میں اور مختلف قوموں میں مختلف اوقات کے اندر ایسے خیالات نے نشوونما پایا لیکن دنیا کی تاریخ اس امر سے ساکت ہے کہ کبھی یہ مساوات قائم ہوئی ہو۔ کیوں؟

قدرت کا یہ منشا ہی نہیں۔ قدرت نے خود مساوات قائم نہیں کی۔ اور کہیا اختلاف

خدا تعالےٰ کی ہستی کی دلیل ہے

اور خدا تعالےٰ کی مجید کتاب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس دلیل کو بیان کیا ہے۔ جس حال میں ظاہری بناوٹ میں مساوات نہیں عقلی اور دماغی قوتیں ہیں باریک در باریک تفاوت اور امتیاز رکھا گیا ہے پھر اسکے نتائج اور عملی صورتوں میں مساوات قائم کرنا

قدرت کا مقابلہ ہے

اور یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ جو شخص قوانین قدرت کا مقابلہ کرتا ہے وہ نامراد رہتا ہے۔

احمق موجودہ ایجیٹیشن کو دیکھکر کہدیتے ہیں کہ یہ ملک کے لئے نیک فال ہے میں کہتا ہوں کہ ملک اور اہل ملک کے لئے اس سے بڑھکر بدنصیبی اور بدقسمتی کیا ہوگی۔ کہ وہ اس راہ کو اختیار کریں جو ان کے جان ومال کو خطرہ میں ڈالے اور انکی اخلاقی اور ذہنی قوتوں کو تباہ کر دے۔

انقلاب! انقلاب!!

کی صدائیں جدت پسند اور حریص انسان کو مشانۂ تھوڑی دیر کے لئے دلنواز ترنم کا کام دیں مگر جو دانشمند ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس کی تہ میں کیا ہوتا ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے فرانس کے اس انقلابی شور وشر کے نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھو جو تمام افراد انسانی کے حقوق کی حفاظت اور ان میں قیام مساوات کے لئے بلند کیا گیا تھا کیا کہ سکتے ہو کہ اس کا حشر کیا ہوا؟ صرف

جمہوری حکومت

پر خوش ہو جانا دانشمندی نہیں۔ وہ جمہوری حکومت (قطع نظر اس سوال سے کہ کیسی مفید ثابت ہوئی یا مضر) کسقدر جانوں اور آبروؤں کے بدلے میں خرید کی گئی۔ اور پھر کیا اس سے وہ مساوات قایم ہوگئی جو وہ چاہتے تھے۔

ہرگز نہیں

خون کی ندیاں فرانس کی گلیوں میں بہ گئیں مگر مساوات قایم نہ ہوئی۔ نہ ہوئی اور نہ آئندہ ہو۔ اور ان فرضی اور خیالی تکالیف کا کوئی مداوا اور علاج نہ ہوا۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان حقوق کی مساوات کے خواہشمندوں کی مثال اس لومڑی کی سی ہے جسکی دم کٹی ہوئی تھی اور وہ تلاش دم میں

کسی دہقان کے کھیت میں جا کر کان بھی کٹوا بیٹھا تھا۔ اس قادر الکلام شاعر نے ان الفاظ میں اس نقشہ کو کھینچا ہے۔

بود است خرے کہ دُم نبودش
در دُم طلبی قدم سپے زد
ناگہ ز رہ اختیاری
دہقان مگرش ز گوشہ دید
مسکین خر کز آرزوے دُم کرد
آنکس کہ ز حد برون نہد گام

رہ زرے غم بے دمی فزودش
دم مے طلبید و دم نے زد
بگذشت میان کشت زاری
برجست واز دو گوش ببرید
نا یافتہ دُم دو گوش گم کرد
این است سزا سے او سرانجام

یقیناً ہی مثال ان نا عاقبت اندیش شوریدہ سروں کی ہے جو ہر معاملہ میں انگریزوں کے مقابلہ میں اپنی دُم (ملکی حقوق) کو کٹا ہوا سمجھتے ہیں اور اس کے لئے بے اختیار ہو کر ادھر اُدھر دوڑتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ اور گلا پھاڑ پھاڑ کر دن رات پکارتے ہیں کہ

فاتح اور مفتوح ایک پلیٹ فارم پر کھڑے ہوں

اس خیال بیہودہ کی بحث و نیز میں ہی نہیں کہ وہ اپنا وقت کھوتے ہیں بلکہ اس کھوتے کی طرح اپنے فارمشدہ حقوق کے کان ہی بعض اوقات کٹوا لیتے ہیں۔ میری اس تحریر سے اگر کوئی شخص یہ نتیجہ نکالے کہ میں ملکی اور قومی حقوق کی حفاظت اور حمایت کا مخالف ہوں تو یہ اسکی نادانی اور غلطی ہوگی اس لئے کہ میں نے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ ادب اور عجز سے اپنی ضرورتوں اور مشکلات کو پیش کرنا داب سلطنت اور انسانیت کے خلاف نہیں ہے بلکہ ایک لازمی امر ہے۔ ہاں حد سے بڑھ جانا اور بے باکی اور گستاخی اختیار کرنا ہمیشہ غیر مفید اور نقصان رساں ثابت ہوا ہے۔

جہانتک میں نے تجربہ کیا ہے اور اس قسم کے واقعات پر نظر کی ہے میں بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ جن لوگوں نے اس امر میں کوشش کی ہے کہ انگریز اور ہندوستانی اپنے سارے قومی اور ملکی حقوق میں مساوات حاصل کرلیں وہ

دماغ بیہودہ پخت و خیالِ باطل بست

کے مصداق ہیں۔ اسلئے کہ وہ گویا ہوا کو مٹھی میں بند کرنا چاہتے ہیں یا یہ کہو کہ ایک بادہوائی کام میں اپنا قیمتی وقت اور دماغ برباد کر رہے ہیں۔

مختلف سلطنتوں کی تاریخ کو پڑھ جاؤ اور خوب غور سے اس کے صفحوں پر نظر دوڑاؤ تمہیں کہیں بھی فاتح اور مفتوح میں مساوات کا رتبہ اور درجہ نظر نہ آئیگا۔ اور کبھی ہی ایک پلیٹ فارم پر یہ دونو فریق ملکی اور قومی حقوق کے لحاظ سے کھڑے نہیں ہوئے۔ اور نہ اس قسم کا ہوشیل ملاپ پیدا ہوا جو مساوی حیثیت اور مساوی درجہ کے لوگوں میں ہوا کرتا ہے۔

میں اس مقام پر ایک سخت فروگذاشت کرونگا اگر یہ ظاہر نہ کروں کہ صرف اور صرف

اسلام کی تاریخ

اس امر میں بہت بڑی حد تک مستثنیٰ ہے۔ ورنہ تمام سلطنتوں اور حکومتوں میں اس معاملہ میں ایک ہی طرز اور روش پائی جائے گی۔

بہت بڑی حد تک میں نے اعلیٰ کہا ہے کہ اسلام نے ذمیوں کے حقوق کو مسلمانوں کے حقوق سے ہر حال کم رکھا ہے اور یہ کوئی قابل اعتراض امر نہیں ہے کیونکہ فاتح قوم کے ہر فرد کے دل میں ایک بے ساختہ اور غیر محسوس جذبہ اس فوقیت اور برتری اور ناز و انداز کا ضرور ہوتا ہے جسکو وہ کسی صورت میں اپنے دل سے محو نہیں کر سکتا اسی طرح جیسے وہ اپنی رنگت اور بناوٹ کو بدل نہیں سکتا۔ اسی طرح یہ لازمی امر ہے کہ مفتوح قوم کے دل میں ایک فطرتی جذبہ ماتحتی و فروتنی و انکسار اور اپنے آپ کو ماتحت سمجھنے کا ہوتا ہے اور اس کے چھپانے کی خواہ کتنی ہی کوشش کیا وے مگر وہ اپنا اثر کئے بغیر رہ نہیں سکتا جب حالت اس قسم کی ہو تو پھر مساوات حقوق کا شور مچانا سوائے عقلمند نہ سمجھ سکتا ہے کہ کہاں تک موثر اور منتج ہوگا

نہیں اسوقت جو ابتک ملک کے بعض پرجوش جنگجو کوتاہ اندیش کہونگا عام لوگوں پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے اور گوروں کے حقوق میں مساوات نہیں رکھی جاتی یہ فضول امر ہے۔ اس بحث میں پڑنا بے سود اور مضر ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نہایت ادب اور عجز کے ساتھ اپنی ضرورتوں اور تکالیف کو گورنمنٹ کی توجہ کے لئے پیش کیا جاوے اس میں شورش اور بغاوت کا رنگ پیدا کرنا نری حماقت اور بیہودگی ہے۔

میں اس سلسلہ مضامین میں جن خیالات کو ظاہر کر رہا ہوں وہ ملک اور قوم کی بھلائی کے نکتہ خیال سے ہیں۔ اور اسلئے میں چاہتا ہوں کہ شور مچانے والے احباب ان نتائج اور اثرات پر غور کریں جو آجکل گرم تقریروں اور تحریروں سے پیدا ہونیوالے ہیں۔

جاہلوں اور کوتاہ اندیشوں کے مجمعوں میں کھڑے ہوکر یہ کہنا بہت آسان ہے کہ میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھکر ملک کی خدمت کے لئے کھڑا ہوا ہوں یا یہ کہ میں قید خانہ سے نہیں ڈرتا۔

لیکن جب ایسی باتوں کا انجام ظاہر ہوگا تب اہل ملک کو معلوم ہوگا کہ ان محبان ملک نے ملک سے کیسی دشمنی کی ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان محبان ملک کی مثال اس

محافظ بندر کی سی ہے

جس نے اپنے آقا کو ہلاک کر دیا تھا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ یہ

نادان دوست ہیں

فرض کرلو اگر ان بدخواہان ملک کے ارادوں کے موافق ملک میں بے چینی اور فساد پیدا ہو جاوے اور ۱۸۵۷ء کی طرح غدر کر دیا جاوے تو تھوڑی دیر کے لئے سوچو نتیجہ کیا ہوگا؟

کیا یہ لازمی امر نہیں کہ ہزاروں نہیں لاکھوں عورتیں بیوہ ہو جائیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں بچے یتیم ہو جائیں۔ اور ہزاروں ہی خاندان مٹ جاویں پھر کیا ہندوستان کا بھلا ہو جاویگا؟

اگر ہندوستان کا بھلا کشتنوں کے پشتوں سے ہی ہو سکتا ہے تو پھر طاعون پونی لاکھ کے قریب ایک ہفتہ میں صفائی کر رہی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کس خونی منظر کے تم منتظر ہو۔

ایک طرف ملک کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ ہر روز ہزاروں عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں اور ہزاروں بچے یتیم ہو رہے ہیں مگر محبان ملک ہیں کہ وہ اس پر بھی خوش نہیں ہوتے اور چاہتے ہیں کہ اور کشت و خون ہوں۔

کیا محبانِ ملک کی ہمدردی اور شفقت کا سارا مدار اب اسی پر آرہا ہے کہ ملکداری ان کے ہی اپنے ہاتھوں میں ہو۔ پہلے وہ اہل ملک کی جانوں کی تو پرواہ کریں انکو بچائیں اُنکے ساتھ ہمدردی کریں۔

کوئی ہمیں بتائے کہ ان ملکی ایجی ٹیشن پھیلانے والوں نے قومی اور ملکی ہمدردی سے متاثر ہوکر طاعون زدوں کے لئے کیا کیا۔ وہ گورنمنٹ کو الزام دیتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں کرتی مگر میں انسے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے خود کیا کیا ہے ہاں وہ ایک انگریز کو دیکھکر گھبرا اُٹھتے اور بوکھلا جاتے ہیں اور کہتے ہیں نہیں ہمدردی نہیں محبت نہیں۔ مگر اس کا ان کے پاس کیا جواب ہے کہ کیا تمہارے ہی اہل ملک اور بھائی بند نہیں جو حکومت کے نشے میں سرشار ہوکر ہر قسم کی بداخلاقیوں اور بدذاتیوں کو روا رکھتے ہیں۔ اگر ضلع جالندھر اور ہوشیارپور سے ان واقعات کی تفصیل دیکھا دے جو ۹۷-۱۸۹۸ء میں طاعون کے انتظام اور انسداد کے لئے جانیوالے پولیس مینوں اور ڈاکٹروں سے سرزد ہوئے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور لوہے پتھر کا کلیجہ رکھنے والا انسان بھی ان کو سننے کی تاب نہ لائے۔ طاعون کا غضب کیا کم رہا ہے اور پھر اس طوفان میں اپنے بھائیوں کی دستگیری

کرنیوالے بیہودے کیا کر رہے ہیں۔ کیا ان کے ہاتھوں میں ہم کو بہر دیتا چاہتے ہو۔ پہلے ملک کی اخلاقی اصلاح تو کر لو پھر ملکداری کے خواب دیکھنا۔ نا تربیت پذیر گوروں کی بعض حرکات پر جو فی الحقیقت قابل شرم ہوتی ہیں اتنا شور مچایا جاتا ہے جسکی حد نہیں مگر دیسی جن سیہ کاریوں میں مبتلا ہیں اور وہ حکومت کی آڑ میں جو کچھ کر گذر رہتے ہیں اسپر نوٹس نہیں لیا جاتا۔ اگر کسی شریر اور بدکار عہدہ دار کے خلاف کوئی آرٹیکل لکھا جاوے تو ہندو یا مسلمان اخبار نویس ہندو و مسلمانوں کا سوال بنا کر اسکی حمایت کو آمادہ ہو جائیں گے اور ایک بھی انمیں نہیں ہوگا جو اسکی نالائقیوں اور بدذاتیوں پر اسے شرم دلاسکے۔ چنانچہ ایک معزز اخبار نویس نے ذکر کیا کہ لاہور میں ایک نالائق عہدہ دار کے متعلق بعض مضامین ٹریبون میں شایع ہوئے تو ایک ہندو اخبار نویس نے محض اسوجہ سے کہ وہ ہندو تھا اسکے ڈیفنس میں لکھنا شروع کر دیا۔

غرض یہ بہت ہی نازک معاملہ ہو رہا ہے۔ یہ وقت نہیں کہ اس قسم کے شور و شر سے اہل ملک کو تباہ اور بدنام کیا جاوے۔ یہ وقت ہے اپنی اصلاح کا۔ گورنمنٹ سے اگر کچھ چاہتے ہو تو اس طریق پر مانگو جو رعایا کا فرض ہے۔ ادب اور امن کے طریقوں کو مت چھوڑو۔ اور ناشکری اور غداری کا بیج مت بوؤ۔ اس لئے کہ یہ لچھن ملک اور قوم کے لئے مفید نہیں بلکہ مضر ہیں۔

دانشمند اخبار نویسوں کو مناسب ہے کہ فوراً اس روش کو بدل دیں جو وہ گورنمنٹ کے خلاف اختیار کر رہے ہیں اگر انہیں اپنے ملک سے ذرا بھی ہمدردی ہے۔ اور اہل ملک کو لازم ہے کہ وہ حد اعتدال سے نہ گذریں اور ایسے محبان ملک کی بات تک نہ سنیں جو انہیں گستاخی اور شوخی سکھاتے ہیں۔

گورنمنٹ پنجاب کی رعایا پروری

گورنمنٹ پنجاب نے ازراہ کرم مجھے اس ریزولیوشن کی ایک کاپی بغرض اشاعت بھیجی ہے جو ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو پاس ہوا ہے۔ یہ ریزولیوشن محکمہ آبپاشی کے متعلق ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

ہز آنر نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب کو مختلف ذریعوں سے معلوم ہوا ہے کہ نہر اپر باری دواب کے نوآبادکاروں میں اسبات پر ناراضی اور بے چینی ہے جو انپر سرکار نے شرح محاصل اضافہ کی گئی ہے اور یہ اضافہ آنیوالی فصل خریف سے ہونیوالا تھا مگر ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے نہایت رحم اور رعایا پروری کے خیال سے حالات ملک کو مد نظر رکھکر اس اضافہ لگان کو خریف ۱۹۰۸ء تک ملتوی کر دیا ہے۔ اس التوا کی بڑی وجہ یہ ہے کہ امسال بے موقعہ اور نا بر وقت بارشوں کیوجہ سے ربیع کی فصل کو سخت نقصان پہونچا ہے اور بالخصوص ان اضلاع میں جو نہر مذکور سے سیراب ہوتے ہیں اسقدر موتیں ہوئی ہیں کہ بعض جگہ فصلوں کے کاٹنے کے لئے آدمی مہیا نہوں گے۔ ایسی حالت میں لاٹ صاحب نے اس اضافہ لگان کو جہاں ۱۹۰۸ء کی خریف تک نہایت خوشی سے ملتوی فرمایا ہے وہاں آپ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس اثنا میں اضافہ شرح مالیہ پر نظر ثانی بھی کیجائیگی۔ اس حکم سے لاٹ صاحب نے رعایا پروری کا ایسا معقول اور قابل قدر ثبوت دیا ہے جو پنجاب کی تاریخ میں یادگار رہیگا۔ لاٹ صاحب یہ بھی فرماتے ہیں کہ چونکہ اپر باری دواب کے آبادکاروں نے پبلک ایجیٹیشن اور شور و شر میں حصہ نہیں لیا بلکہ اس سے کنارہ کشی کی ہے لہٰذا وہ انکی شکایتوں پر نظر ثانی کرنے کے لئے اور انکی شکایتوں کو مٹانے کے لئے خوشی سے طیار ہیں۔

اس ریزولیوشن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو ایجیٹیشن اور شور و شر کی دھمکی سے کام نکالنا چاہتے ہیں وہ ملک اور قوم کے بدخواہ ہیں۔ نوآبادکاران نہر چناب نے جو رنگ اختیار کیا ہے وہ سخت مضر اور مہلک ہے اس اصول کو جو لوگ ہاتھ سے نہ دیں گے کہ عرض حال کے لئے مناسب اور جایز طریق کو اختیار کرنا چاہیئے وہ انشاء اللہ بامراد ہونگے۔ شور و شر سے گورنمنٹ کو دھمکانا حماقت ہے۔ میری اپنی رائے یہی ہے اور میں شروع سے اس کا مخالف ہوں کہ جو حرکات آبادکاران نہر چناب کر رہے ہیں وہ سراسر نامناسب اور غیر موزون ہیں۔ اگر انکو کوئی تکالیف یا شکایات ہیں لیکن اس کے لئے آسان راہ یہ ہے کہ وہ طریق ادب کو ملحوظ رکھکر عرض کریں۔ اور جو لوگ اپنی اغراض کو مد نظر رکھکر انہیں اکساتے اور ناچ نچاتے ہیں انسے پرہیز کریں۔ گورنمنٹ ان بیہودگیوں سے متاثر نہوگی بلکہ اسے جایز رنج پہونچیگا۔ ایسا جوش جو حد اعتدال سے متجاوز ہو سراسر فضول اور نکما ہے اور آبادکاران اپر باری دواب کی مثال تمہارے سامنے ہے وہ اس ایجیٹیشن میں شریک نہیں ہوئے گورنمنٹ پنجاب نے خود انکی مشکلات اور مصائب کا اندازہ کیا اور انپر رحم فرمایا۔ آبادکاران نہر چناب اپنا رویہ فوراً بدل لیں کیونکہ ان کے حق میں یہی مفید ہے۔

دوسری اطلاع چیف سکرٹری صاحب اس ایکٹ کے متعلق بھیجتے ہیں جسپر آبادکاران نہر چناب میں شور و شر ہو رہا ہے اس اعلان کو میں اگلی اشاعت میں چھاپ دونگا۔

خدا کی تازہ وحی

۲۴ اپریل ۱۹۰۷ء۔ سلامٌ علیک
یکم مئی ۱۹۰۷ء ۱۔ پوری ہو گئی۔
۲۔ فلیدع النادیہ
(ترجمہ) پس چاہیے کہ اپنے حمایتیوں کو بلالے تا پورا زور لگالیں۔
۳۔ اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی۔ } یہ الہام دو مرتبہ ہوا
۴۔ اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی۔
۵۔ وان شکرتم لازیدنکم
(ترجمہ) اگر تم شکر کرو تو میں زیادہ دوں گا۔
یکم مئی (قریب صبح) یاتیک تحایف کثیرہ

۲۰ اپریل ۱۹۰۷ء۔ رؤیا میں دیکھا کہ بشیر احمد کھڑا ہے وہ ہاتھ سے شمال مشرق کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا۔

نوٹ۔ اس وحی الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ عدالت آسمانی سے کسی اور کے نام بھی سمن نہیں بلکہ وارنٹ جاری ہوا ہے جیسا کہ بقول حافظ یوسف امرتسری صاحب الٰہی بخش کے نام جاری ہوا تھا امید ہے کہ حافظ صاحب اسکے پھر توجہ کرکے بتلا سکیں گے کہ یہ کس کے نام ہے۔ ایڈیٹر۔

ناظرین کی توجہ کے لائق

اور مخالفوں سے ایک استفسار

دنیا کے ملوک اور سلاطین میں یہ رسم ہے کہ جب ان کا کوئی غضب کسی شہر پر نازل ہوتا ہے۔ اور اس شہر کے باشندوں کے قتل کیلئے عام حکم دیا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں اگر کسی شخص کو اس سلطنت سے خاص تعلقات ہوتے ہیں۔ تو اس شخص اور اس کے عیال اطفال کی نسبت فرمان شاہی صادر ہو جاتا ہے کہ اس شخص کے مال اور عزت اور جان پر کوئی شاہی سپاہی حملہ نہ کرے۔ ایسا ہی حضرت عزت جلشانہ کی عادت میں داخل ہے کہ جس شخص کو اس جناب میں کوئی تعلق عبودیت ہو۔ تو اس زمانہ میں جب قہر اور غضب الٰہی زمین پر نازل ہوتا ہے۔ اور ایک عام قتل کا حکم نافذ ہوتا ہے تب ملا یک کو جناب حضرت عزت جلشانہ سے فہمائش کیجاتی ہے کہ اس گہر کے محافظ رہیں۔ بس یہی بھید ہے کہ جب عام طاعون دنیا پر نازل ہوگئی تو اسی ابتدائی زمانہ میں جب اس ملک میں طاعون شروع ہوئی۔ خداتعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ انی احافظ کل من فی الدار یعنے ہر ایک شخص جو اس گہر کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں۔ اسکو طاعون سے بچاؤں گا۔ چنانچہ قریباً گیارہ برس ہوئے جب یہ الہام ہوا تہا اور اس مدت میں لاکہوں انسان اس دنیا سے شکار طاعون ہو کر گذر گئے لیکن ہمارے اس گہر میں اگر ایک کتا بہی داخل ہوا تو وہ بہی طاعون سے محفوظ رہا۔ یہ کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے لیکن ان کے لئے جو آنکہیں بند نہیں کرتے۔ اب بہی اگر کسی کو یہ گمان ہے کہ یہ انسان کا افترا ہے یا یہ خدا کا کلام نہیں۔ تو اسے چاہئے کہ ایسا ہی افترا وہ بہی شایع کرے۔ یا قسم کہا کر یہ شایع کرے کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ پہر میں یقین رکہتا ہوں کہ خدا قدیر ضرور اسکو اس بے باکی کا جواب دیگا۔ اگر تم مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیر کرو تو تمام دنیا میں کہیں بہی ایسا مذہب نہیں ملیگا کہ خدا نے اس کو طاعون کی نسبت یہ تسلی دی ہو کہ وہ اس کے گہر میں نہیں آئیگی۔ چاہیئے کہ ہمارے مخالف مسلمان اور آریہ اور عیسائی ضرور اس بات کا جواب دیں۔ والسلام علے من اتبع الہدےٰ۔

مرزا غلام احمد عفی اللہ مسیح موعود

انی مہین من اراد اہانتک

(ایک اور نشان ظاہر ہوا)

خداتعالیٰ کی یہ وحی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرصہ سے ہو چکی ہے اور جس نے اس تیر اہانت کا نشانہ حضرت حجۃ اللہ کو کرنا چاہا وہ خود ہی نشانہ ہو گیا ایک مرتبہ نہیں ہزاروں مرتبہ اسکی صداقت ظاہر ہو چکی ہے بعض نادان حماقت اور جہالت سے کہدیا کرتے ہیں اور فاضل جاہل ہی انکی تائید کرنیکو آمادہ ہو جاتے ہیں کہ مرزا صاحب جب کسی دشمن کی نکسیر پہوٹ جاوے تو اپنا نشان بتا دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مگر وہ احمق اتنا نہیں سوچتے کہ کیا یہ خصوصیت انہیں لوگوں کے لئے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کریں ہا قانون قدرت سمجہئے کیا خود حضرت مسیح موعود نہیں ہیں؟ اصل یہی ہے کہ چونکہ وہ صادق ہے اور خداتعالیٰ کے جو وعدے اس سے کئے ہیں وہ سرا سر سچے اور پورے ہیں اسلئے جو اس کے مقابلہ میں آیا وہ ذلیل اور رسوا ہوا۔ مندرجہ بالا وحی کی تائید میں اور بہی بہت سا کلام الٰہی مختلف اوقات میں آپ پر نازل ہوا منجملہ انکے اسے بسا خانہ دشمن کرد ویران کردی اور الیوم من یلوم ہی ہے۔

غرض اس وحی انی مہین من اراد اہانتک اور اسکی موید دوسری وحیوں کا نظارہ بجنور (ضلع بجنور) میں دیکھا گیا ہے۔ وہاں قاضی نذر حسین صاحب ایک اخبار قلقل کے ایڈیٹر تہے اور باوجودیکہ وہ کسی زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے دستر خوان پر روٹیاں توڑ چکے تہے اور حضرت حکیم الامت سے بہی فائدہ اٹہا چکا تہا مگر حرص و لالچ کا برا ہو انہوں نے اپنے ذاتی مفاد اور اغراض کی بنا پر حضرت مسیح موعود کی مخالفت کے لئے قلم اٹہایا۔ ابتدا تو اپنے اخبار کی پیشانی پر حضرت مسیح موعود کی نذر لکہا اور اس سے یہ غرض تہی کہ احمدی اسکو خریدینگے مگر جب کسی نے توجہ نہ کی تو مخالفت کا رنگ اختیار کیا۔ اور مخالفت بہی معمولی مخالفت نہیں بلکہ نہایت شرمناک اور ذلیل طریق مخالفت کا اختیار کیا۔ گندی گالیاں دینی شروع کیں اور بڑے بڑے دعوے مخالفت کے کئے کہ میں یوں کرونگا اور ووں ہوگا۔ اسنے اپنے زعم میں یہی سمجہ لیا کہ گویا سلسلہ کا قائم رہنا اسکی مخالفت نہ کرنے ہی کے باعث ہے۔ مگر وہ نادان نہیں جانتا تہا کہ وہ ایک تلوار کے ساتھ بازی کر رہا ہے۔ نتیجہ اس مخالفت کا جو ہوا وہ الہام مندرجہ بالا کا مصداق اور موید ہے اسکو کس کس طرح ذلیل اور رسوا ہونا پڑا یہ ایک لمبی داستان ہے جو میں انشاء اللہ مفصل درج کرونگا اسلئے کہ وہ سلسلہ کی تاریخ میں ایک قابل قدر ورق ہے یہاں مختصر طور پر اس انجام کو لکہدیا جاتا ہے جو قاضی صاحب کا ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ چار مہینے کے لئے قیدخانہ تشریف لیگئے ہیں اور وہ بہی کسی قومی یا ملکی جرم میں نہیں بلکہ جس جرم میں سزایاب ہوئے ہیں وہ نہایت شرمناک اور ذلیل ہے۔ اس کے متعلق اخبار عام نے جو کچہہ لکہا ہے اسی کا درج کر دینا کافی ہے اب مخالف بتائیں کہ کیا یہ بہی اتفاقی امر ہے؟

پلیڈر کی سزا۔ بجنور کے پلیڈر قاضی نذر حسین کو ستر روپیہ کی قلیل رقم کے ناجائز لالچ نے کیسی سخت مصیبت اور خواری میں ڈالدیا ایک شخص محمد احمد نے اپنے مقدمہ کی پیروی کیلئے مقرر کیا تہا۔ یہ تقسیم جایداد کا تہا مقدمہ چکنے پر موکل نے کہا کہ اس کا روپیہ عدالت میں جمع ہے وہ واپس دلایا جاوے۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۵ء کو پلیڈر نے وہ روپیہ عدالت سے حاصل کیا لیکن موکل کو نہیں دیا۔ اس نے بار بار تقاضا کیا لیکن پلیڈر صاحب نے کچہہ توجہ نہیں کی۔ یہ بہی نہ بتلایا کہ روپیہ عدالت سے وصول کر چکے ہیں۔ آخرکار بہت تنگ آکر محمد احمد نے ایک مختار سری پت رائے کی معرفت روپیہ عدالت سے نکالنا چاہا۔ اسوقت معلوم ہوا کہ عدالت میں کیا سکا جو روپیہ تہا وہ نذر حسین پلیڈر حاصل کر چکا ہے۔ اسپر موکل نے ڈپٹی مجسٹریٹ بجنور کی عدالت میں پلیڈر پر نالش کی۔ مقدمہ ثابت تہا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ نے پلیڈر کو اجلاس عدالت تک قید اور ایکسو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ اسکی اپیل سشن جج مراد آباد کی عدالت میں گئی۔ انہوں نے دیکہا کہ جرم کے مقابلہ میں پلیڈر کو سزا بالکل قلیل دیگئی ہے۔ چنانچہ سشن جج صاحب نے ہائیکورٹ الٰہ آباد میں استفسار کیا۔ مسٹر جسٹس بنرجی اور مسٹر جسٹس ایکمین صاحبان نے بروئے کاغذات کے معلوم کیا کہ واقعی پلیڈر نے سخت جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ ایسا جرم ہے کہ جس کے لئے حبس دوام بعبور دریائے شور یا دس سال قید کی سزا دیجا سکتی ہے اور اس جرم کے صرف جرمانہ کی سزا پر اکتفا نہیں کر سکتے ہیں۔ یا ایں ہمہ ججان عالیہ نے بلحاظ اسکے کہ پلیڈر کے لئے پیشے کی مصیبت لازم ہے صرف چار ماہ کی قید کی سزا کافی سمجہی اور جرمانہ کی رقم بہی بدستور رہنے دی ہے اور اس جرمانہ میں سے حکم دیا کہ بیس روپے محمد احمد کو

مسجد مبارک کی توسیع

میں الحکم کی گذشتہ اشاعت میں مسجد مبارک کی توسیع کی خوشخبری سنا چکا ہوں اس کے متعلق واجب الاحترام سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ نے ایک سرکلر بنام مخلص احباب کے نام الگ بذریعہ ڈاک بھیجا ہے اور عام اطلاع کے لئے انہوں نے چاہا ہے کہ میں اس چٹھی کو الحکم میں چھاپ دوں۔ مجھے یہ کہنے کی حاجت نہیں کہ قوم کو کسقدر جلد ضرورت ہے کہ اس آواز پر لبیک کہے اور حسب مقدور روپیہ بھیجدے۔ خود چٹھی مذکور میں مولوی محمد علی صاحب ممدوح نے اس امر کو بیان کر دیا ہے۔ میں اپنے ناظرین سے امید کرتا ہوں کہ وہ بہت جلد اسپر توجہ کریں گے۔ ایڈیٹر

وہ چٹھی یہ ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

از دفتر سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان۔

مکرم بندہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مسجد مبارک کی توسیع کے متعلق بذریعہ اخبار یہ خوشخبری آپ تک پہنچ چکی ہے کہ اس کے لئے ایک قطعہ زمین جس کے لینے کی آرزو مدت سے تھی۔ آخر مل گیا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے نام اسکی باضابطہ رجسٹری ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود کو اور آپکے خدام کو اس سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ اب یہ ضرورت ہے کہ اسپر عمارت کا کام جلد ہی شروع کیا جاوے۔ نوسو روپیہ اس قطعہ زمین کی قیمت دیگئی ہے جو خریدا گیا ہے (اسمیں نصف کے قریب قیمت کی اینٹ موجود ہے اور نیچے کے حصہ کی دیواریں بنی ہوئی ہیں) اور عمارت پر (اگرچہ ابھی پورا پورا تخمینہ نہیں لگایا گیا) غالباً تین ہزار روپیہ سے کم خرچ نہ ہوگا۔ کسیقدر ردوبدل موجودہ مسجد کو بھی ساتھ ملانے کے لئے بھی کرنا پڑیگا۔ گویا اسوقت چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اس کام کی تکمیل کے لئے۔ اور دوسری بڑی مسجد کی بھی اس سال بہت توسیع ہوئی ہے۔ اور ان دونو مسجدوں کی توسیع میں یہ خوشخبری ہے کہ اس سلسلہ کو خدا بہت ترقی دینا چاہتا ہے۔ چونکہ انجمن کے معمولی بجٹ سالانہ میں معمولی اخراجات شامل ہوتی ہیں اسلئے اب ضرورت پڑی ہے اس بات کے لئے کہ اپنے احباب کو اس مسجد کے چندہ کے لئے الگ تحریک کیجاوے عام طور پر ایک تحریک بذریعہ اخبار کیگئی ہے اب آپ کی خدمت میں اس چٹھی کے بھیجنے کی غرض یہ ہے کہ آپ اپنی جماعت میں اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حتی الوسع جلدی کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس مبارک کام کے لئے ہمارے دوست چندہ میں بہت سعی کریں گے خدا تعالیٰ نے اس مسجد کے لئے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ پس جب انسان اپنے گھر کے لئے جس کے متعلق اسکو علم ہی نہیں ہوتا کہ اسمیں کچھ خیر و برکت ہے یا نہیں بہت سا روپیہ خرچ کر دیتا ہے تو ایک مومن کے لئے کیا مشکل ہے کہ وہی روپیہ خدا کے گھر بنانے میں صرف کر دے جو یقیناً اس کے لئے موجب خیر و برکت ہے۔ اور پھر یہ خدا کا گھر بھی وہ گھر ہے جو اس آخری زمانہ میں تمام برکات کا مورد و مصدر قرار پایا ہے اور جسکی بنا اس الہام الٰہی پر ہے مبارک و مبارک و کل امر مبارک یجعل فیہ۔ سوائے میرے دوستو! طرح طرح کی آفات اور بلائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں اسوقت ہر ایک کار خیر میں سبقت کرو تا خدا کی حفاظت تمہارے شامل حال ہو۔ اگر اس تخمینہ میں سے کچھ روپیہ بچ رہا یا چندہ کچھ زیادہ آگیا۔ تو باقی روپیہ بڑی مسجد پر صرف کیا جائیگا۔ کیونکہ وہاں بھی توسیع کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔

نوٹ جہاں جہاں اس چٹھی پر کوئی عملی کارروائی ہو ان احباب سے امید ہے کہ خاکسار راقم کو بھی اس سے اطلاع فرمانے سے دریغ نہ فرمائینگے مگر روپیہ جو ہو بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے اور کوپن میں تشریح کر دیجائے کہ چندہ تعمیر مسجد ہے

نوٹ۔ یہ مدنظر رکھا جاوے کہ روپے کی ضرورت جلدی ہے لمبی میعاد کے وعدے چندے کے نہ ہوں کیونکہ ایسے وعدے اکثر پورا ہونے سے ہی رہجاتے ہیں۔

ضروری نوٹ۔ اپنے سلسلہ کی خواتین کو بھی اس مبارک چندہ میں شامل ہونے کی تحریک کیجاوے۔ والسلام

خاکسار محمد علی از قادیان مرقومہ ۱۸ر اپریل ۱۹۰۷ء

مجرباتِ نور دین

حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کا نام طبی دنیا میں جس عزت اور وقعت کی نظر سے لیا جاتا ہے وہ امر ظاہر ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جیسے آپ کو دینی علوم میں خاص قسم کی قابلیت اور فہم عطا کیا ہے اسیطرح علم طب میں آپ کو خاص مذاق اور حذاقت عطا فرمائی ہے۔ یہ اپنے ذاتی اور عام فائدہ کے لئے آپ کے طبی مجربات کو جو ہر قسم کے ڈاکٹری۔ یونانی اور ویدک معالجات پر مشتمل ہیں آپکی بیاض سے جمع کیا ہے اور آپ ہی کی تجویز اور اشارہ سے اس کو مرتب کیا جسکی اصلاح بھی آپ نے فرمائی۔ یہ سلسلہ ایسا آسان اور عام فہم کیا گیا ہے کہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ہر مرض کے اسباب۔ علامات۔ اور مختلف مجرب اور آسان علاج اسمیں لکھے گئے ہیں۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے لحاظ سے کیسی جامع اور مفید ہوگی وہ اسی سے ظاہر ہے کہ حضرت حکیم الامت کے مجربات ہیں۔ حضرت ممدوح کے مجربات قطع نظر اس کے کہ بیش قیمت اور مفید مجموعہ ہے آپ سے محبت رکھنے والوں کے لئے ایک علمی یادگار ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ہر شخص اس مفید مجموعہ کو بہت جلد خریدے گا۔ فی الحال پہلی جلد طبع ہے۔ قیمت ۱۰ر علاوہ محصولڈاک۔

مفتی فضل رحمان ایڈیٹر طبیب حاذق قادیان

روزگار کی ضرورت ہے

اگر کوئی بھائی احمدی انجینیر محکمہ نہر یا ریلوے آفس کلاس میں ملازمت کرتا ہو جسکو کہ نقشہ نویسی کے کام کی واقفیت ہو یا تعلق رکھتا ہو۔ اگر کوئی جگہ نقشہ نویسی کی خالی دیکھے تو دفتر الحکم میں اطلاع کرے۔

یہ خاکسار کام سروے کا بھی بخوبی جانتا ہے۔ اور نقشہ نویسی کا بھی بلکہ پلاٹ کئے ہوئے نقشہ بہت موجود ہیں۔ اگر کوئی صاحب طلب کرے تو دکھا سکتا ہوں۔ سروے وغیرہ کا کام میں نے اپنے عزیز برادر سے سیکھا ہے جو آج کل نہر گنگ میں سب اورسیئر ہیں۔

منہاج نبوۃ

بعض لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ جب ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور نماز روزہ کے قایل ہیں تو پھر ہمیں مرزا صاحب کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے جواب میں کئی طرح کے جواب دیئے جا سکتے ہیں مگر یہاں ہم ایک پہلو سے بحث کریں گے۔ وہ یہ کہ مسلمانوں کی آج کل ایسی گری ہوئی حالت ہے کہ گو وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں اور قوم کے اعتبار سے (یعنے اس لئے کہ باپ دادا مسلمان تھے) مسلمان کہلاتے ہیں مگر درحقیقت ان کے قلب اسلام سے اسقدر دور ہیں کہ وہ ہمارے امام مرزا صاحب کے بہانے سے ایسے ایسے اعتراض کرتے ہیں جو کسی عیسائی یا آریہ کے منہ سے انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں نکلتے ہیں۔ مسلمانوں کی اس حالت زار پر مجھے سخت رحم آتا ہے خصوصاً جب ایسے اعتراض کسی ایسے مسلمان کی زبان یا قلم سے سنتا اور دیکھتا ہوں جو عوام الناس میں مولوی مشہور ہے یا قوم کا ریفارمر تو مجھے رونا آتا ہے کہ الٰہی ؎

گر ہمیں مکتب است ایں ملا — کار طفلاں تمام خواہد شد

غرض مسلمان قوم کی یہ حالت ظاہر کر رہی ہے کہ وہ حدیث جس میں پیشگوئی ہے کہ مسلمان آخری زمانہ میں یہود و نصاریٰ کی مثل ہو جائیں گے پوری ہو گئی اور اب مسلمان راسلمان باز گردند کا زمانہ ہے اسی سے یہ سوال بھی حل ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب نے کتنے ہندو عیسائیوں کو مسلمان کیا۔ کچھ روز ہوئے ایک مولوی نے مجھے لکھا کہ مرزا صاحب اگر سچے ہیں تو زلزلہ کی تاریخ کیوں اطلاع نہیں دیتے کہ فلاں تاریخ فلاں وقت آئیگا مجھے اسیوقت یاد آگیا ویقولون متی ھٰذا الوعد ان کنتم صادقین۔ اور پھر ساتھ ہی جواب بھی قل انما العلم عند اللّٰہ وانما انا نذیر مبین۔ دوسرے نے لکھا کہ مرزا صاحب تو کہتے تھے زلزلہ قریب ہے پھر اب تک آیا نہیں میں نے اسے لکھا کہ تم قرآن مجید میں پڑھتے ہو۔ دیکھو تیرہ سو برس گذر گئے ابھی تک قیامت تو نہیں آئی۔ تیسرے نے کہا یہ طاعون وغیرہ تمہیں مرزائیوں کی شامت ہے اسوقت مجھے یہ آیت قرآنی یاد آئی۔ قالوا انا تطیرنا بکم الیٰ قالوا طائرکم معکم ائن ذکرتم۔ الآیۃ۔ پھر ایک نہایت ہی چالاک مگر پرلے درجے کے بیوقوف نے مجھے لکھا یہ تو پاس کے حواری ہیں اگر ان کو جو حصہ ملتا ہی بند کر دیا جائے تو سب نفر دا ہو جائیں سینے اسی پہ آیت لکھ بھیجی۔ کہ نادان غور کر یہ کس کا قول ہے لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللّٰہ حتیٰ ینفضوا اور اب کس کے منہ سے نکل رہا ہے۔ غرض جسقدر اعتراضات ہمارے مسلمان بھائی کرتے ہیں ایک دفعہ میں نے غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ تمام اعتراضات اور ان کے جواب قرآن مجید میں موجود ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ اعتراضات پہلے کفار کے منہ سے نکلتے تھے اور اب ہمارے مسلمان بھائیوں کی زبان سے نکلتے ہیں اور یہ سب منہاج نبوت سے ناواقفیت کا ثمرہ ہے میرا خیال ہے بلکہ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں۔ کہ آج کل حضرت اقدس کی مخالفت میں جسقدر اعتراضات ہیں وہ سب اسی وجہ سے ہیں کہ یہ لوگ مطلق منہاج نبوت سے واقف نہیں۔ دیکھئے لاہور میں ایک اہل علم کی مجلس میں ایک صاحب نے اپنی طرف سے بڑے انصاف سے کام لیکر کہا کہ مرزا صاحب کی خدمات تو قابل قدر ہیں جو وہ غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی تائید میں کر رہے ہیں مگر افسوس کہ انہوں نے اپنے مریدوں کو دوسرے فرقوں کے ساتھ نماز نہ پڑھنے سے روک کر اسلام میں تفرقہ اندازی کی ہے میں نے انہیں جواب دیا کہ اسقدر انبیاء جو آ چکے ہیں ان کے حالات پر

غور کیجئے کہ وہ اگر اتفاق کی بنیاد کسطرح کہا کرتے تھے کیا اس اصول پر کاربند ہو کر کہ یا مسلمان اللہ اللہ یا برہمن رام رام جو ایک قسم کا نفاق ہے یا اس طریق پر جو ہمارے امام نے اختیار کیا ہے۔ ذرا غور کیجئے ہمارے نبی کریم کا بھی یہی دعوےٰ تھا کہ میں یہود و نصاریٰ میں اختلاف مٹانے آیا ہوں مگر کیا آپ نے اگر دونوں کی ہاں میں ہاں ملائی اور اپنے مریدوں کو انہیں گڈمڈ کر دیا یا اپنی جماعت علیحدہ بنائی۔ آخر یہود و نصاریٰ بھی کسی کتاب اللہ کی تابعداری کے دعویدار تھے جیسے ہمارے مسلمان بھائی ہیں پھر مسلمانوں اور دوسرے مذہب کے لوگوں میں جو تلوار چلی ہے ایک نادان ظاہر پرست تو دیکھکر یہی کہے گا کہ آپ نے اگر معاذ اللہ تلوار چلائی گئی گھر ویران اور خاندان تباہ ہو گئے مگر جو فہیم ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس جنگ میں ہی اصل صلح مضمر تھی پس ایسا ہی ہمارے امام گو بظاہر آپ کو اختلاف ڈالنے والے معلوم ہوں مگر درحقیقت یہ ایک کارروائی ہے۔ باقی رہا غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھنا تو اس کے لئے ایک دنیوی مثال کافی ہے کہ کوئی قوم اپنا ریپریزنٹیٹو ایسے شخص کو نہیں کرتی جو ان کا ہم خیال اور دلی خیر خواہ نہ ہو اب آپ ہی بتایئے کہ کیا ایک غیر احمدی ایک احمدی کے لئے سچے دل سے دعا کرتا ہے کہ یا الٰہی ان کو بڑھائیو۔ ان کے امام پر دین و دنیا کی برکتیں نازل کیجیو بلکہ وہ کمبخت تو ہماری تباہی کا خواہاں ہے پس وہ ہمارا ریپریزنٹیٹو کیسے ہوا۔ نیز امام کی اطاعت (بیعت) سے منحرف ایسے امام کی اطاعت سے جو مامور من اللہ ہے باغی ہے پس کیا باغی بھی پیشوائی کا مستحق ہو سکتا ہے کچھ تو خیال کیجئے اسپر وہ خاموش ہو گئے۔ میں نے یہ بھی عرض کیا کہ نمازوں کو الگ کرنے سے منافق مومن کی بھی خوب تمیز ہو گئی ہے ورنہ کئی مطلب پرست مسلمان کہتے ہم احمدی ہیں حالانکہ وہ نہ ہوتے اب تو نماز کے وقت ضرور علیحدہ ہونا پڑتا ہے نہ ہوں تو صاف معلوم ہو گیا کہ یہ ہم میں سے نہیں۔

میں نے یہ قصہ صرف منہاج نبوت کو واضح کرنے کے لئے بیان کیا ہے۔ جس کی ناواقفیت مخبر عالم کے متشرع ایڈیٹر کو بھی ایک غلطی میں پھنسا کے رہی وہ حضور مقدس کے الہام ہزاروں آدمی تیرے پروں کے نیچے ہیں پر شوخی واستہزا سے اعتراض کرتا ہے اور لکھتا ہے ایک پردار پیغمبر پیدا ہو گیا۔ نادان کو یاد نہیں آیا کہ دراصل میں سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول رب العالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین پر اعتراض کرتا ہوں۔

کہ ان کی نسبت قرآن مجید میں ہے واخفض جناحک للمومنین مومنوں کو اپنے پروں تلے لے۔ تو کیا یہی الفاظ ان پر بھی بولو گے؟ شرم! شرم!! شرم!!!

اکمل از گولیکی ضلع گجرات

عصر جدید کی کفایت شعاری

چند روز ہوئے کہ اخبار وکیل نمبرہ ۸ جلد ۱۲ میں ایک مضمون بعنوان "قادیانی تحریک*" دیکھنے میں آیا جو عصر جدید کے کفایت شعار ایڈیٹر میاں غلام الثقلین صاحب کے قلم کا لکھا ہوا تھا اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے کسی مضمون پر صاحب ممدوح نے لکھا تھا مضمون کیا تھا ایڈیٹر صاحب عصر جدید کے معتقدات کا فوٹو تھا جس کے پڑھنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ میاں غلام الثقلین صاحب کے عقائد ماشاء اللہ چشم بددور فلسفیانہ دماغ کے نتائج سے ہیں مگر کس فلسفی دماغ سے؟ اوسی فلسفی دماغ سے جن کے ذریت آجکل یورپ و امریکہ میں اپنے آپ کو مذہب کی پابندی سے محض آزاد سمجھکر اور یقین کر کے قومی تہذیب بننے کے مدعی ہیں کیونکہ جیسا کہ اُن کے نزدیک مذہب صرف بازیچۂ طفلان ہے ایسے ہی جناب عصر جدید کے کفایت شعار ایڈیٹر صاحب اگرچہ مسلمانوں کے زمرہ میں تو شامل ہیں اور مسلمانوں کے فرزند ہی لاریب ہیں مگر اسلام کے عقائد سے جناب کو ایسا تعلق نہیں ہے جیسا کہ ایک مسلمان اور "ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات" کو ہونا چاہیئے۔ ناظرین شاید ہماری اس تمہید کو پڑھکر چونک پڑیں گے کہ ہیں؟ یہ کیا پہلو اختیار کیا جاتا ہے کہ ایک مسلمان کے فرزند اصلاح تمدن کے شیدائی کفایت شعاری کے ذریعہ محنت وعدالت کے حامی کو کنکے ساتھ ملایا جاتا ہے یا کن حضرات کا ہم نوا وہم پیالا بتایا جاتا ہے؟ مگر ذرا صبر کرنے سے اور آگے آگے چلنے سے یہ تمام راز کہل جاتا ہے کہ ہم نے کیوں اس غلط کار فریب خوردہ شخص کو ایسوں سے نسبت دی ہے۔

اعلحضرت سیدنا میرزا صاحب وہ انسان اور اعلے درجہ کے انسان ہیں کہ جو اپنے وجود کو انبیاء علیہم السلام کے وجود کیطرح بیان فرماتے ہیں اور اونپر ایمان لانیوالے اور انکی تقلید کرنیوالے بھی فی الحقیقت حضور کے وجود کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسے کہ انبیاء علیہم السلام کے وجود تھے اور در اصل ہیں بھی اور اُن کے خوارق عادت نشانات اور پیشگوئیاں جس طرز کی تھیں یعنے جس طرز کی وہ پیشگوئیاں بیان فرماتے تھے اور جسطرح پیران کے معنے وے بیان کرتے تھے جو کہ کبھی اوسی رنگ میں پوری ہوتی تہیں اور کبھی دوسرے رنگ میں جسطرح پیشگوئی ظاہر کرنیوالے عالم الغیب رب العالمین کا منشاء تھا پوری ہوتی تہیں، اسیطرح حضرت مرزا صاحب کے بھی خارق عادت نشانات پیشگوئیاں وغیرہ پوری ہوتی ہیں۔ اور کہ جسطرح دوسرے انبیاء علیہم السلام محض انسان اور رسول تھے اسیطرح جناب میرزا صاحب بھی محض انسان اور رسول ہیں۔ مگر رسول بھی کیسے؟ ایسے ہی جیسے کہ اُن کے مولا کریم نے جو ذکر فرمادیا کہ بیان کردے کہ "من نیستم رسول ونیاوردہ ام کتاب" یعنے میں اسطرحکا رسول ہوں جو کتاب الٰہی لیکر نہیں آتے محض دوسری شریعت کی تابع داری کرنے اور کرانے آتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ علم غیب اللہ تعالے کے سوا کوئی نہیں جانتا ہاں یہ بیشک ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ورسل کے ذریعہ غیب کی پیشگوئیاں ظاہر فرماکر اپنی ہمہ طاقت وہمہ قدرت کا ثبوت دیتا ہے مگر نبی کی بھی اور رسول جو پیشگوئی کرتے ہیں وہ اسکی پوری کیفیت سے ایسی ہی آگاہی رکھتے ہیں جیسے کہ عالم الغیب رب العالمین کو ہوتی ہے۔

ایڈیٹر صاحب عصر جدید باوجودیکہ اصلاح تمدن کے سکرٹری[1] وحامی ہیں اتفاق قومی کفایت شعاری۔ محنت۔ عدالت وغیرہ کے متعلق بحث مباحثہ کرنیکا زیادہ شوق رکھتے ہیں اور اسپر لمبے چوڑے مضامین لکھنے کے عادی ہیں مگر پھر بھی حضرت اقدس سے محض غلط عقائد کی بنا پر بیجا پرخاش کیوجہ سے وہ اصول اختیار کیا ہے کہ اتفاق قومی محنت۔ عدالت وغیرہ سے صریحاً بغاوت رکھتا ہے اور کہ جو عقیدہ وہ اپنا ظاہر کرتے ہیں وہ ایسے انسان کا نہیں ہوسکتا جو کہ مسلمان ہو اور قرآن دان ہونیکا یہانتک اوس کو دعوے کہ دوسروں کو اپنے سے استفادہ حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہو۔

ایڈیٹر صاحب عصر جدید کے سارے مضمون پر تبصرہ (ریویو) لکھنے کا نہ تو ہم کو وقت ہی میسر ہے اور نہ سردست ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جیسے بالمقابل جناب نے خامہ فرسائی کی ہے وہ ماشاء اللہ خود دلیل قلم اندازی کے قابل ہیں۔ ہم نے جن امور پر نظر کرنی ہے اور وہ بھی محض سلئے کہ اتفاق قومی کا حامی ایسی باتیں کرے کہ جسمیں قوم کا اتفاق نہیں اور کہ جو عدالت اور انصاف کے سراسر خلاف ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں

(۱) انا لننصر رسلنا الخ میں وعدہ ہے کہ ہم رسولوں اور مومنوں کی اسی دنیا کی زندگی میں مدد کیا کرتے ہیں مگر خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ چہ کے پانچ دشمنوں کے ہاتھوں سے مقتول ہوئے تب خدا نے انکی کیا مدد کی؟ گویا یہ پیشگوئی آنحضرت صلعم کی کفایت شعار۔ محنت وعدالت کے حامی۔ اتفاق قومی کے موید کے نزدیک پوری نہیں ہوئی۔

(۲) وس پیشگوئیوں کے سچے ہونے سے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک پیشگوئی کے جہوٹے ہونیسے جناب کفایت شعار کے نزدیک کذب ثابت ہوجاتا ہے۔ واہ سبحان اللہ! قربان جائیے کفایت شعاری محنت وعدالت کے۔

(۳) پیشگوئی ایسی ہونی چاہئے جو صاف اور شفاف ہو اور کسی قسم کی تاویل اسکی نہ کیجاوے یعنے جو معنے پیشگوئی کے ملہم اجتہاد سے پہلے کرے اوسکے مطابق وقوع میں آوے ورنہ وہ مہمل مجمل اور اٹکل بازی کا نتیجہ ہوگا۔ کیونکہ کفایت شعاری سے یہ بات بعید ہے کہ ایسی پیشگوئی منجانب اللہ تسلیم کیجاوے جس کے معنے پیچھے یعنے بعد وقوع مانے جاویں اسلئے کہ ایسی باتیں کفایت شعار صاحب کے اختراعی مذہب میں اور کہ مذہب نہیں ہوسکتیں خیر یہ تو عقیدہ ایک ایسے شخص کا تھا جسکو نہ تو قرآن کی خبر ہے اور نہ حدیث کی اور نہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ودیگر انبیاء علیہم السلام کی سوانح پر نظر کی ہے یا جان بوجھکر لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کا ارادہ کرکے اپنی کفایت شعاری کا اور عدالت واتفاق قومی کا ثبوت دیا ہے مگر وکیل کو کیا ایسی مصیبت آپڑی تھی کہ اُس نے ایسے مضمون کو جس میں قرآن کریم سے سراسر بغاوت اختیار کیگئی ہے درج کر دیا کیا وکیل ثابت کرسکتا ہے کہ قرآن اس قسم کی پیشگوئیاں ہیں جسطرحکا منشاء تمہارے ان نامہ نگار صاحب کا ہی اور کہ کیا فی الحقیقت آپ لوگوں کے دل ایسے ہی مسخ ہوگئے ہیں کہ نجومیوں اور نبیوں کی پیشگوئیوں میں فرق کرنے کی طاقت آپ لوگوں سے سلب کرلیگئی ہے کہ جس کے سبب آپ کی نظر میں اور آپکے نامہ نگار کفایت شعار صاحب کی نظر میں ایسی پیشگوئیاں اور کہ مذہب نہیں

* اس مصرعہ کو درج کرکے میاں غلام الثقلین صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کہیں تو میرزا صاحب رسول بنتے ہیں اور کہیں کہتے ہیں کہ "من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب" مگر اس غلط کار فریب خوردہ شخص کو اتنا نہیں نظر آتا کہ اس مصرعہ میں پوری تشریح موجود ہے کہ کس رسالت کا انکار اور کس رسالت کا اقرار ہے میرزا صاحب فرما رہے ہیں کہ ایسا رسول نہیں ہوں جو صاحب کتاب یا صاحب شریعت ہو ہیں ہاں ایسا رسول ہوں جو دوسری کتاب کی پیروی کرنے کرانے آئے ہیں منہ

[1] اب استعفا دیدیا ہے منہ

ہوسکتیں جس کے معنے اللہ تعالیٰ اچھے سمجھا ہے ؟ تعجب ہے کہ نجومی آپ کے نزدیک اسقدر وقعت رکھتے ہیں کہ وہ غیب کی خبریں معلوم کر لیتے ہیں اور وہ غیب بھی ... ہیں اگر جو خبر اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی کے ذریعہ ظاہر فرماتا ہے وہ اسکو پورا کرتا ہے وہ ... اسقدر وقعت نہیں رکھتے کیا اسکو آپ اور آپ مذہب سے باہر ہیں تعجب کہ قرآن فرماوے کہ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ جس سے یہی کہ فرماوے کہ جتنی مخلوق آسمانوں و زمین میں ہے اونمیں سے کوئی غیب نہیں جانتا اللہ کے سوا اور وکیل کے نامہ نگار کفایت شعار صاحب نجومیوں کی اٹکل بازی کی پیشگوئیوں کو تو بلا چون و چرا سچا تسلیم کریں مگر انبیاء کی پیشگوئیوں کے لئے یہ اصول اختراع کریں کہ اون کو ذو معنے اور مجمل نہیں ہونا چاہئے بلکہ مفصل و مشرح ہونا چاہیئے مگر باوجود اسقدر علم و فضل و قرآن دانی کے دعوے کے ایک دو پیشگوئیاں قرآن کریم و آنحضرت صلعم کی درج نہ کردیں جو اون کے نزدیک اونکے مذہب تھیں پھر پیشگوئیوں کے بارہ میں قرآن کریم تو فرماوے کہ سیریکم ایاتہ فتعرفونہا یعنے پیشگوئی کے معنے بعد از وقوع کے ہی درست ہو سکتے ہیں کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں اور اوس کے اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے مگر میاں غلام الثقلین باوجودیکہ مولوی محمد علی صاحب کو استفادہ حاصل کرنے کے لئے تحریر فرماتے ہیں اسقدر قرآن سے ناآشنا ہیں کہ پیشگوئی مفصل چاہتے ہیں مجمل چاہتے ہی نہیں مگر سوال یہ ہے کہ اگر پیشگوئیاں مفصل ہی چاہتے ہو تو قرآن کریم کی پیشگوئیوں پر کیا ایمان لائے ہو یا نہیں کیونکہ اسمیں ایسی بہت سی ہیں جو مجمل ہیں انکی بابت آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ نیز یہ فرمانا چاہیئے کہ اگر پیشگوئی کے واقع کا پورا علم پیشگوئی سنانے والے کو ہونا چاہیئے تو کفار کے و یقولون متی ھذا الوعد کے جواب میں آنحضرت صلعم نے یہ کیوں فرمایا تھا کہ انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین۔ آنحضرت صلعم کو تو چاہیئے تھا بموجب آپکے اختراعی عقیدہ کے کہدیتے کہ فلاں تاریخ کو یہ وعدہ پورا ہوگا نہ یہ کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور میں تو صرف ڈر سنانے والا ہوں۔

اس تمام بحث سے ہر ایک انسان بخوبی نتیجہ نکال سکتا ہے کہ میاں غلام الثقلین کا کیا مذہب ہے اور ان کے دوست میاں غلام محمد صاحب کس مذہب و ملت کے حامی ہیں اور کہ ان دونوں حضرات کو قرآن کریم ہی کسقدر تعلق ہے۔

ایک طرف تو دعوے ہے اصلاح تمدن۔ کفایت شعاری محنت عدالت کا اور دوسری طرف اتفاق قومی کا مگر عقیدہ اور مذہب جو کچھ بتا رکھا ہے اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ اصلاح تمدن اور اتفاق قومی گویا تو یہ جانتے ہی نہیں یا یہ کہ محض میرزا صاحب سے بیجا پرخاش کیوجہ سے اسلامی عمارت کو ہی منہدم کرنا ہی ان کے نزدیک اصلاح تمدن اور عدالت و اتفاق قومی ہے میاں غلام الثقلین صاحب وہ حضرت ہیں کہ جو کچھ مدت تک مالیر کوٹلہ میں جج کے منصب پر بھی سرفراز رہے ہیں تاہم ان کے نزدیک عدالت یہ ہے کہ دس پیشگوئیاں سچی ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی مگر ایک کے کاذب ہونیسے کذب ثابت ہوجاتا ہے۔ ایکطرف تو یہ اقرار ہے اور دوسری طرف بطور دلیل کے انا لننصر رسلنا الخ کو پیش کرکے اس کی صداقت سے انکار کردیا ہے جس سے ہر ایک انسان اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ان حضرات کا تعلق کن بزرگوں کے ساتھ ہے اور کہ جن دلوں میں یہ بے سروپا پیچ ہونگے کیسے کیسے ظلم ان سے سرزد ہوئے ہونگے کیونکہ جس شخص کے نزدیک دس دلیلیں صداقت کی کافی نہیں ہوسکتیں اور محض ایک ادھوری دلیل سے بہانہ پکڑتا ہے وہ کب انصاف کرسکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جن دنوں میں یہ حضرت مالیر کوٹلہ میں جج تھے اسیطرح لوگوں کے مقدمہ خراب کرکے ان کو خراب خستہ کرتے ہونگے یعنے اگر کسی مقدمہ میں ایک فریق اپنے مقدمہ کی صداقت میں دس ثقہ گواہ پیش کرتا ہوگا تو اوسکی سچائی کو اور مضبوط دلایل کو نہیں مانتے ہونگے اور مخالف فریق کی ایک گواہی باطل ہی سے تمام مقدمہ خراب کرکے اپنی عدالت و محنت کا ثبوت دیتے ہونگے۔

ہر ایک انسان غور کرسکتا ہے کہ یہ کس عدالت اور کفایت شعاری کا نتیجہ ہے کہ دس پیشگوئیوں کے سچے ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک جھوٹے ہونیسے کذب ثابت ہوجاتا ہے۔ اگر یہ انصاف کا مقتضا ہے تو بتلانا چاہیئے کہ آپ نے اس اصول پر عملدرآمد بھی کیا ہے کہ نہیں ؟ یعنے آنحضرت صلعم و موسے و عیسےٰ علیہم السلام کی دس پیشگوئیوں پر اکتفا نہ کرتا صرف ایک کے کاذب ہونیسے اون کے (نعوذ باللہ) کذاب ہونے کے قایل ہوگئے ہیں کہ نہیں ؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں اور اگر ہوگئے ہیں تو اب کیا تم نری تھنکر ہو یا کچھ اور ؟ شاید آپ فرماویں کہ آنحضرت صلعم کی کونسی پیشگوئی جھوٹی ہوئی تو اس کے جواب میں عرض ہے کہ اگرچہ ہمارے نزدیک پیشگوئیوں کے معیار کے مطابق تو کوئی بھی پیشگوئی آنحضرت صلعم کی نہیں جو نہ پوری ہوئی ہو یا نہ پوری ہو۔ مگر آپ نے جو ایک پیشگوئی کرکے اسکو جھٹلانے کے لئے ہاتھ پیر مارے ہیں اور اوسپر جرح قدح کی ہے یعنے انا لننصر رسلنا الخ اپنے ذہن میں رکھکر بتلاویں کہ آپ نے اپنے اس اصول پر کہ دس پیشگوئیوں کے سچے ہونیسے صداقت ثابت نہیں ہوتی اور ایک کے جھوٹے ہونیسے کذب ثابت ہوجاتا ہے، کیا عمل کیا ہے ؟ تاکہ ہم بھی معلوم کرسکیں کہ کفایت شعاری محنت و عدالت میں بے شک آپ حاتم زمان ہیں اگرچہ اصلاح تمدن و اتفاق قومی میں محض ناکام و نامراد ہیں۔ (باقی پھر اگر ضرورت پڑی تو)

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی

التماس

میں اپنے مظلوم بھائیوں کی خدمتمیں جو جہلا علماء اور خود غرض کی ہاتھ ظلم رسیدہ ہوگئے ہیں ان صاحبوں کو نہایت انکساری سے عرض کردینا مناسب سمجھتا ہوں جو کہ ہر دو نامبردہ علماء و بلا تو نگا گروہ اپنی نفسانی خواہشات فتوح وغیرہ کو مقدم سمجھکر خود بھی نیز اس مسکین قوم کو راہ مستقیم سے روکتے ہیں کہ ہمارا ششماہی یا سالیانہ خدا حق پاکر بجائے اپنی ربوبیت سے معطل کردیں تو ہماری آمدنی کی امداد فتوح وغیرہ میں روک نہ پڑ جائے اور ہمیں حقیقی خدا کی خوشامد کرنی پڑے مدت سے زمانہ ایک مصلح کا منتظر تھا اللہ کا برگزیدہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود آیا حق کیطرف بلاتا ہے اسکیطرف جلدی پہنچے جاؤ ریاکاری تعصب نفسانی خواہشات کو دور کرکے اس اللہ کی عاری کرو جو حی القیوم اور رب العالمین ہے مذکورہ بالا علماء وغیرہ کی پیروی مت کرو جنہوں نے بہتان کے امتحان میں اعلےٰ درجے کے نمبر حاصل کئے کسب بطلان سے خواہشات مذکورہ کیلئے اور مسکین قوم کی نفرت کیلئے بہتیری تدبیریں اور حیلہ جات کئے اکثر سنا گیا ہے کہ سلسلہ حقہ کے لوگ نماز کیلئے جس مسجد میں جاویں دھوئی جاویگی کہیں یہ ندا آتی ہے کہ حضرت اقدس مندرجہ بالا پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں اور نعوذ باللہ قرآن و حدیث سے منکر ہیں یہ سب جھوٹی تدبیریں انہیں کیطرف سے ہیں بالمقابل اسکی خدا وندکریم اپنے فضل سے روز بروز سلسلہ مذکورہ کی تائید و نصرت کرتا ہے اور کرتا رہیگا سو بھائیو کم فرصت ہو کانوں سے روئی نکال خود ہوشیار ہو جاؤ اخبار الحکم و بدر سلسلہ حقہ سے جو نکلتی ہے اسمیں دس شرائط سنو اور خود پڑھو آخرکار مرنا ہے حق مانو باطل سے کنارہ کرو خدا وندکریم سب بھائیوں کو [illegible]

ہندوستان کے دو پیغمبر

رام و کرشن سلام اللہ علیہما

ایکو برھم دُوتیہ ناستی

یہ فقرہ جسکی سلیس معنے وحدہ لاشریک یا لاالہ الا اللہ ہیں ہندو مذہب کے اصول میں داخل ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو ہر مذہب کی بنا توحید پر ہے مگر انسان اپنے خیالات کی آمیزش کرکے اس متفق علیہ اصول کو خراب کر ڈالتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ خداتعالیٰ کسی انسان کو بشری خیالات کی اصلاح کیلئے مقرر فرمائے چنانچہ ہر ملک اور ہر قوم میں ضرورت کے وقت مصلح ظاہر ہونیکا ثبوت تواریخ اور مذہبی کتب میں موجود ہے۔ قرآن شریف میں صاف طور پر ارشاد ہے۔ کہ ہر ملک و ملت کے واسطے خدا ایک ہادی مقرر کرتا ہے۔ بعض رسولوں کے نام اور حالات کی تشریح فرما دی گئی ہے بعض کی نسبت اشارے کنائے کر دیئے ہیں۔ اور پھر ایک کلیہ قاعدہ قائم کرکے حکم دیدیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو خدا کے تمام رسولوں اور تمام کتابوں پر ایمان لانا ضروری اور لازم ہے مسلمان بھی زبان سے نہیں۔ بلکہ دل سے یقین رکھتے ہیں کہ جن رسولوں کی اطلاع انکو پہنچی سب برحق ہیں + اتنا معلوم کرنے کے بعد سوچنا چاہیئے کہ یہ ملک ہندوستان جو دنیا میں ایک بڑا ملک کہلاتا ہے۔ اس بات کا مستحق ہے یا نہیں کہ یہاں بھی خدا نے اپنے دستور کے موافق پیغام بھیجے۔ اور انکو ہدایت کرنے کیواسطے کتابیں دیں۔ اگرچہ قرآن شریف میں اس ملک کے رسولوں کی بابت کوئی تصریح نہیں پائی جاتی۔ مگر خدا کے اس کلیہ کے موافق کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے۔ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہندوستان بھی ان متبرک آدمیوں سے محروم نہیں ہے جنکو خدائی اصطلاح میں نبی اور رسول کہتے ہیں ہندوستان کے نامور بزرگوں سری رام چندر جی اور سری کرشن جی اور مہاتما بدھ کے حالات پڑھنے۔ انکی طرز زندگی پر غور کرنے اور انکی تعلیمات پر منصفانہ نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ ان لوگوں کو وہی حالات تھے۔ جو سیدنا حضرت ابراہیم و موسیٰ۔ عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام کے پائے جاتے ہیں اور وہی تعلیم تھی جسکا ذکر بار بار قرآن شریف میں آیا ہے۔ اسلامی عقائد میں یہ مسلم امر ہے۔ کہ انسان کیلئے فطرتی مذہب ہمیشہ سے ایک ہی ہے جسقدر پیغمبر اور رسول بھیجے گئے۔ وہ سب ایک ہی مذہب اور ایک ہی اصول کی تعلیم کرتے تھے۔ نئے اصول کی شریعت کسی پیغمبر نے قائم نہیں کی۔ یہانتک کہ سب سے آخر اور سب سے اچھے رسول نے بھی جنکی پیروی کا ہم کو فخر حاصل ہے۔ وہی بتایا جو اگلے نبی بتاتے آئے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ تعلیم میں ہر ملک و قوم کی سمجھ اور طرز معاشرت کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور ایسے طریقہ سے سمجھایا گیا ہے کہ ہر درجہ کی عقل میں آ سکے۔ آپکو معلوم ہوگا کہ توریت و انجیل کا طریقہ تعلیم تشبیہ و استعارات پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر زمانہ کے آدمی عقلی اور ذہنی تغیر کے سبب اس کے فہم سے قاصر ہو گئے اور طرح طرح کی غلطیوں اور توہمات میں مبتلا ہونے لگے۔ ویدِ مقدس۔ اور ہندوؤں کی تمام مذہبی کتابوں اور بزرگوں کی بیانات میں بھی اسقدر مشکل استعارات پائے جاتے ہیں جنکا ٹھیک ٹھیک ذہن نشین کرنا دشوار ہے گرچہ مثالیں ایسی دی ہیں کہ معمولی عقل والا بھی ذرا سی غور میں سمجھ جائے۔ مگر افسوس ہے کہ اس ملک کے بعض لوگوں نے اصلی بات معلوم کرنے میں توجہ نہیں کی۔ اور ظاہری الفاظ پر عمل کرکے اپنے پاکیزہ اصول کو خراب کر دیا۔

میں ایک مثال دنیا کی پیدائش کی نسبت پیش کرتا ہوں۔ قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے۔ کہ ہم نے حکم دیا۔ کُن فیکون۔ ہندو مذہب میں ہے کہ اول برہما پیدا ہوا اُس نے تمام عالم کو ظاہر کیا۔ غور کیجئے کہ ان دونوں بیانات میں کیا فرق ہے کچھ بھی نہیں۔ بالکل متحد بیان ہیں۔ قرآن میں خدا نے صفت خالقیت کو کُن کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور وید میں برہما کے لفظ سے برہما بصفت ایجاد کا نام ہے۔ جبتک یہ صفت ظاہر نہیں ہوئی۔ دنیا ناپید تھی جسطرح کُن کے ظہور کے بعد یکون کا ظہور ہوا۔ اسیطرح برہما کے ظہور کے بعد سب کچھ ظاہر ہوا یہی کیفیت تمام اصول مذہب کی ہے۔

موُرتوں میں آپنے دیکھا ہوگا۔ کہ ایک جسم میں سیکڑوں ہاتھ اور متعدد سر ہیں اور ہر ہاتھ میں مختلف چیزیں ہیں کسی میں تلوار ہے۔ کسی میں پھول ہے۔ کسی میں اناج کا خوشہ ہے۔ اور ہندو اُن مورتوں کے آگے سر جھکاتے ہیں اسوقت آپکو نفرت آمیز ہنسی آئیگی کہ یہ کیسی مضحکہ خیز صورت ہے اور یہ کیسے احمق ہیں کہ اس کے آگے سر جھکاتے ہیں۔

مگر حضرات ہندوستانی رہبروں نے یہاں کے باشندوں کو سمجھانے کے لئے صفات الٰہی کی حقیقت صاف طور پر ذہن نشین کرنے کے واسطے یہ مورتیں بنائی تھیں تاکہ سمجھ لوگ آسانی سے سمجھ جائیں۔ کہ خدا میں قہر کی شان بھی ہے جسکا نمونہ تلوار ہے اور رحم میں بھی جسکا نشان پھول یا اس قسم کی کوئی اور چیز ہے اسی کے ہاتھ میں رزق ہے۔ اسلئے اناج کا خوشہ دکھایا جاتا ہے۔ مگر ثابت ہوا کہ انسان بہت ہی بیعقل ہے۔ اور مثالوں کو ذریعہ کے بجائے نتیجہ سمجھ لیتا ہے۔ چنانچہ ان مثالی مورتوں کے سبب بت پرستی شروع ہوگی۔ اور ہزاروں غلط فہمیاں واقع ہوگئیں یہ بات ہندوستان پر مخصوص نہیں ہے۔ دنیا میں اور بھی کئی ملک ایسے ہیں جہاں صرف مثالی خرابی سے بت پرستی کا رواج ہوا۔ روم۔ یونان مصر میں اس کی کافی شہادتیں موجود ہیں۔

جب تمام دنیا میں عالمگیر غلط فہمیاں واقع ہوگئیں۔ تو خداتعالیٰ نے ایک ایسا نہایت صاف سیدھا طریقہ تعلیم سکھا کر ہمارے حضرت صلعم کو بھیجا۔ جو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے کافی ہو۔ اور تمام مذاہب عالم میں جسقدر خرابیاں بشری خیالات اور نفسانی جذبات کے سبب پڑ گئی تھیں۔ وہ دور ہو جائیں۔ میں نہیں کہتا کہ میرا دعویٰ خوامخواہ تسلیم کر جائے۔ بلکہ تجربہ اور غور سے تحقیق ...... کرنا چاہیئے کہ اسلام نے قدیمی اصول کو جس پیرایہ میں بیان کیا ہے وہ اس قابل ہے یا نہیں کہ تمام دنیا کے مذہبوں کی خرابیاں آسانی سے رفع کر دے تجربہ مشاہدہ کرا دیگا کہ بیشک اسلام کا طریقہ تعلیم ایسا صاف سیدھا اور آسان ہے کہ قدیمی اصول مذہب عمدگی کے ساتھ ذہن نشین ہو سکتے ہیں۔

اب میں مجمل طور پر ہندوستان کے دو نامور بزرگوں سری رام چندر جی۔ اور سری کرشن جی کے حالات پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو معلوم ہو۔ کہ ان لوگوں کی زندگی۔ اور تعلیم ہمارے مسلمہ رسولوں کے کسقدر مشابہ تھی میں رام و کرشن جی کے بعض اقوال کو اپنے حضور صلعم کے ارشاد نیز قرآن شریف کے بیان سے مطابق کرکے دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ واقعی ہندوستان کے رسول تھے۔ اور ہمارے حضور گو سب کے بعد بھیجے گئے۔ مگر وہی بیان کیا جو پہلے بیان ہو چکا تھا۔ کوئی نیا دین لیکر نہیں آئے تھے۔ لہٰذا تمام دنیا خاصکر ہندوستان کو لازم ہے۔ کہ پرانی تعلیم کو نئے طریقہ سے سیکھے جو سب سے زیادہ آسان اور صاف ہے اور جسمیں اکثر وہی باتیں ہیں جو ہندوستانی رسول فرما گئے تھے۔

رام جی اودھ کے راجہ دسرتھ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ہندوستان میں رام لیلا کا مشہور میلا انہی کی یادگار میں بنایا جاتا ہے۔ ابھی سولہ برس کی عمر بھی نہ ہوئی تھی۔ کہ اپنے خاندانی پیشوا بشست جی کے ہمراہ سیاحت کو نکلے۔ اور تمام مشہور متبرک مقامات اور اہل اللہ بزرگوں کی زیارتیں کیں۔ قدرتی نظارے دیکھے۔ دنیا کے نشیب و فراز ملاحظہ کئے۔ جب واپس آئے تو عجیب حال ہو گیا۔ ہر وقت سوچ اور فکر میں مستغرق رہتے۔ کھانے پینے اور دنیا کے تفریحی مشغلوں سے نفرت ہو گئی۔ اکثر خاموش رہتے۔ اور بولتے تو فرماتے یہ کیسی بری دنیا ہے۔ بالکل ہیچ و ناپائیدار ہے۔ اسی اثنا میں ایک ایسا موقع آیا۔ کہ اس زمانہ کے مشہور تیز رنگ بسوامتر جی راجہ دسرتھ کے پاس آئے۔ اور رام جی کو کسی سرکش و بدکار کی ہلاکت کیلئے مانگا۔

راجہ نے انکی مستی و ناتجربہ کا عذر کیا۔ مگر بسوامتر جی کے اصرار سے رام جی دربار میں بلائے گئے۔ اور ایک ایسی عالمانہ تقریر کی۔ کہ راجہ اور تمام درباری خاص کر بسوامتر اور بشسست جیسے عارف لوگ حیران رہ گئے۔ کہ یہ کم سن بچہ کیسی باتیں کرتا ہے۔ رام جی نے اپنی تقریر میں انسانی ہستی کے تمام مدارج اور دنیا کے تغیرات کی نسبت بشسست جی اور بسوامتر جی سے سوالات کئے مگر ایسے پیرایہ میں جیسے کوئی شخص تجاہل عارفانہ کرتا ہے۔ خود ہی ایک امر کی نسبت شک و شبہ بیان کرتے۔ اور خود ہی ایک لطیف کنایہ سے اس کا جواب دیدیتے۔ بسوامتر اور بشسست نے رام جی کے سوالات کا جواب دیا۔ مگر انصاف سے دیکھا جائے۔ تو صاحب عرفان سائل کے سوالات کی شان کے موافق ان لوگوں کے جواب نہ تھے۔ یہ رام جی کا شروع حال تھا۔ اس کے بعد انہوں نے ایک خاص امتحان کے موقعہ پر بیسیوں راجوں کے مقابلہ میں ایک مشہور کمان توڑ کر امتحان پاس کیا اور راجہ کی بیٹی سیتا جی کو جیت کر بیوی بنایا۔ پھر چند سال تک اپنی سوتیلی ماں کے حسد کے سبب صحرا کی زندگی بسر کرتے رہے۔ یہاں انکے ہمراہ انکے بھائی لچھمن جی۔ اور بیوی سیتا جی بھی تھیں۔ انکو ایک سرکش و بدکار راجہ نے جسکا نام راون تھا۔ دھوکہ دیا۔ اور انکی بیوی سیتا جی کو چرا کر لے گیا۔ اور رام جی کو اس ملک لنکا پر حملہ کرنا پڑا۔ چنانچہ ہنومان نامی کوہستان کے راجہ کی مدد سے لنکا فتح کرکے راون کو مارا اور سیتا جی کو چھینا۔ اس کے بعد اپنے راج استہان یعنی دارالخلافہ اجودھیا پوری میں واپس آئے۔ اور راج کرنے لگے۔ اسی راج کے زمانہ میں انہوں نے رسالت کے فرایض کو پورا کیا۔ ایک عجیب بات ہے جسکی بابت حدیثوں میں بھی اشارہ ہے کہ ہر بڑے رسول کو ایک بڑے دشمن سے سابقہ پڑتا ہے اور وہ دشمن اسی رسول کے ہاتھ سے ہلاک ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم کو نمرود۔ اور حضرت موسیٰ کو فرعون۔ اور ہمارے حضور کو ابو جہل سے سابقہ پڑا تھا۔ اسیطرح رام جی کو راون اور کرشن جی کو کنس جیسے خونخوار دشمن دیئے گئے تھے۔ جو مذکور دشمنوں کیطرح ذلت و خواری سے ہلاک ہوئے۔ مگر اس ظاہری خصوصیت کے ساتھ میرے خیال میں ایک رمز خصوصیت بھی ہے جسکو حضرت مولانا محی الدین ابن عربی نے بھی لکھا ہے کہ فرعون نمرود صفت قہاری کے ظہور تھے چونکہ خدا کو صفت رحیمی اور شان رحمت ظاہر کرنی مقصود تھی۔ جو رسولوں کے ذریعہ سے ظاہر کی اسواسطے شان جلال و جبروت کو بھی ہر رسول کے زمانہ میں ظاہر کیا۔ رام جی کے زمانہ میں راون بھی شان قہر کا مظہر تھا۔ چونکہ شان قہر کے ظہور کے لئے مختلف صورتیں اور طریقے ہیں۔ اسلئے راون کے بہت سے ہاتھ اور سر بیان کئے جاتے ہیں۔

اب رام جی کے چند اقوال جو انکی تعلیم کا نمونہ ہیں۔ لوگ بشسست اور رامائن سے اخذ کرکے بیان کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں دنیا کی مثال چمکدار ریت کی ہے۔ جو پیاس نہیں بجھا سکتی مگر پیاسے کو دھوکہ میں ڈالتی ہے۔ اسلام میں بھی دنیا کو سراب کی مثال سے یاد کیا گیا ہے۔ فرمایا جن کے پاس کتابیں ہیں۔ مگر سمجھتے نہیں۔ وہ بوجھ اٹھانیوالے مزدور ہیں۔ قرآن شریف میں اسکی مثال بوجھ اٹھانیوالے گدھے سے دیگئی ہے۔ فرمایا دل کتا ہے۔ جہاں مردار دیکھتا ہے کھانیکو دوڑتا ہے۔ ہمارے حضور نے فرمایا۔ الدنیا جیفة وطالبها کلاب دنیا مردار ہے اور اسکے طالب کتے۔ فرمایا جو کچھ دریافت کرتا ہے۔ اپنے آپ سے دریافت کر کہ سب کچھ تجھ میں ہے۔ قرآن شریف میں بھی ایسا ہی ارشاد ہے۔ کہ وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اپنے آپ کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اور حدیث میں ہے۔ من عرف نفسه فقد عرف ربه۔ اور فرمایا بارہا دیکھا گیا کہ ایک اکیلا مرد بڑے گروہ کو بھگا دیتا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ كَم مِّن فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً ۔ ترجمہ بعض دفعہ چھوٹا گروہ بڑے پر غالب آجاتا ہے۔ فرمایا یہ عالم محسوس وہم و خیال ہے۔ مگر تعجب ہے کہ جو نہیں ہے۔ وہ دکھائی دیتا ہے۔ اور جو ہے وہ نظر نہیں آتا۔ فرمایا عمر کی مثال بجلی کی ہے کہ ایک دم چمکی اور ندارد۔ فرمایا یہ کیسا برا گھر ہے۔ جس کا دروازہ ہڈی کا اور دربان بند یا زبان کو فرمایا اس لئے کہ اسکو قرار نہیں رہتا۔ اہنکار یعنی ہاہمی آدمی کی دشمن ہے۔ فرمایا دنیا میں رہنا اور اسمیں مبتلا نہ ہونا ایسا ہے جیسا دریا میں کوئی ہو اور نہ تر ہو۔ درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ۔ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش۔ اور فرماتے ہیں

سنتوش پرم لابہ . . . . صبر میں سب سے زیادہ فائدہ ہے۔

ست سنگ پرم دہم . . . . . اچھی صحبت بڑی دولت ہے۔

بچار پرم گیانم . . . . . . سوچنا بڑی عقلمندی ہے۔

سم چہ پرم سکھم . . . . . . سب کو ایک نگاہ دیکھنا بڑا سکھ ہے۔

کیا اچھی تعلیم ہے۔ مگر افسوس زیادہ بیان کرنے کی گنجایش نہیں۔

رام جی کے بعد تہوڑا حال سری کرشن جی کا بھی معلوم کر لینا چاہئے۔ کرشن جی کے ساتھ بعینہ وہ قصہ پیش آیا۔ جو حضرت موسیٰ کے ساتھ پیش آیا تھا۔ یعنی کرشن جی کے ماموں راجہ کنس کو جو متھرا پر حکومت کرتا تھا۔ نجومیوں نے خبر دی تھی کہ تیری بہن دیوکی کا آٹھواں فرزند تیرا قاتل ہو گا۔ اس خبر نے کنس کو ایسا حواس باختہ کیا۔ کہ اس نے اپنی بہن اور بہنوئی کو قید کر دیا۔ اور جو بچہ ان کے ہاں ہوتا اسکو مار ڈالتا جب آٹھویں کرشن جی پیدا ہوئے تو ماں باپ نے چپکے سے ایک گوالے کے یہاں بھیج دیا جہاں گائیں چرانیوالے رہتے تھے اس بچہ کو بھیجدیا اور کنس کو بیٹی پیدا ہونیکا بہانہ کر دیا۔ کرشن جی نے گوکل میں جو گھوسیوں کا گاؤں تھا پرورش پائی۔ جب ہوشیار ہوئے اور ان سے عجیب و غریب باتیں ظاہر ہونے لگیں تو راجہ کنس کو خبر ہوئی اور وہ سمجھ گیا۔ کہ یہ میرا بھانجہ ہے۔ اندنوں کرشن جی رسولوں کی سنت خاص کر حضرت موسیٰ کی سنت کے موافق گائے چرایا کرتے تھے۔ ماموں نے حیلہ سے بلایا۔ اور قتل کرنا چاہا مگر انہوں نے اسی کو ہلاک کر ڈالا۔ اور دنیا کو اس ظالم سے پاک کیا ان ایام میں کرشن جی کا بانسلی بجانا۔ اور گوپیوں سے اختلاط کرنا۔ سب استعاری ہیں جن سے انکی پاکبازی پر حرف نہیں آسکتا۔ کنس کے مرنے کے بعد انکی زندگی میں نئے آثار شروع ہوئے۔ اور حکومت ظاہری کے ساتھ ہی انہوں نے روحانی حکومت کے اصول بیان کرنے شروع کئے چنانچہ جب ہندوستان کی مشہور لڑائی مہابھارت ہوئی جسمیں کرشن جی نے بڑا حصہ لیا تھا۔ تو عین میدان جنگ میں کرشن جی نے اپنے چیلے ارجن کو اپدیش دیئے۔ انہی لیکچروں کے مجموعہ کا نام گیتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انسان اپنی مغالطہ کی پیدا شدہ تکالیف سے نجات پا سکتا ہے۔ اگر تین طریقے اختیار کرے (۱) قدرت کاملہ اور قدرتی اشیاء کا عشق (۲) فرایض معلوم کرنے کے لئے تحصیل علم (۳) فرایض کا ادا کرنا بلا خواہش نفسانی انہیں تین اصول پر بحث کی ہے گیتا۔ ادہیائے سنیاس یوگ میں فرماتے ہیں۔ ذی علم اور خلیق برہمن گائے ہاتھی کتے۔ اور بدکار آدمی اور پنڈت سب کو ایک نگاہ دیکھتا ہے اور فرمایا وہ یوگی سے بھی بڑھکر ہے۔ جو بھلا چاہنے والے دوستوں دشمنوں قابل نفرت لوگوں نیکوں اور بدوں سب کو یکساں سمجھتا ہے۔ گیتا ۱۲ ادہیائے علالت کے سبب میں کرشن جی کے اقوال زیادہ تفصیل اور اسلامی مطابقت کے ساتھ جمع نہیں کر سکا۔ انشاء اللہ کسی دوسرے موقع پر پیش کئے جائیں گے۔ البتہ سامعین کی دلچسپی کے لئے ایک لطیفہ بیان کیا جاتا ہے جو کرشن جی کے پیرو کسی سختی کے وقت پڑھتے ہیں وظیفہ یہ ہے: کرشنا کرشن پرماتما پر پرنبا پڑے پہ نجیم بھیم تو آنگ تر تم یا م سے بہے بہیتا پر تھک دیجے۔ مگر افسوس ہے کہ کرشن جی کے اقوال کو لفظوں کی پوجا کر لیجاتی ہے جسکا نام گیتا کا پاٹ ہے۔ اور بہت کم لوگ اسکی عجیب فلسفہ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی رسولوں کی پیشگوئی لکھدی جائے جسمیں ہمارے حضور کی نسبت خبر دیگئی ہے۔ ہمارے سلسلہ نظامیہ کے ایک بزرگ مولوی شاہ حکیم محمد حسن صاحب نظامی نے ایک ضخیم تفسیر لکھی ہے جسکا نام غایتہ البرہان ہے اس تفسیر میں تمام دنیا کی مذہبی کتب سے حضرت صلعم کی خبریں لکھی گئی ہیں اور عجیب وسیع معلومات سے انکو ثابت کیا ہے۔ چنانچہ وید کی پوری عبارتیں مع تشریح درج ہیں جنکا نقل کرنا مشکل ہے جسکو شوق ہو مولوی شاہ فضل احمد صاحب نظامی سے امروہہ ضلع مرادآباد کے پتہ پر یہ مطبوعہ تفسیر منگا کر دیکھ لے میں صرف ایک حصہ کا اقتباس کرتا ہوں۔ یہاں کلکی پوران سے حوالہ سے مولانے حضرت کی خبر لکھی ہے۔ لکھتے ہیں کلکی اوتار کے باپ کا نام وشنو دیس ہوگا۔ وشنو کے معنے اللہ اور دیس کے معنے عبد یعنی عبداللہ نام ہوگا۔ ماں کا نام سومتی یعنے امانتدار ہوگا سو حضور کی والدہ کا نام آمنہ تھا پہلے پہاڑ کے غار میں عبادت کریں گے۔ سو حضرت نے غار حرا میں عبادت کی۔ پھر شمالی پہاڑوں میں ہجرت کیلئے جائیں گے۔ سو ہجرت بھی ہوئی۔ پہاڑ کی کھوہ میں پرش رام سے تعلیم پائینگے۔ پرش کہتے ہیں روح کو اور رام خدا کو یعنے روح خدا اور جبرائیل فرشتہ ہے۔ سو حضرت جبرائیل سے پہلے وحی لیکر آئے۔ شنبل نگری میں پیدا ہونگے۔ شمبل دیپ کی نسبت مولانے ایک لمبی بحث کرکے ثابت کیا ہے۔ کہ شمبل ملک عرب کو کہتے ہیں۔ کلکی اوتار کے چار بھائی ہونگے۔ جنکے ذریعہ وہ فتحیاب ہونگے۔ وغیرہ وغیرہ اس روایت سے میری غرض یہ ہے کہ جسطرح سب پیغمبر ہمارے حضور کی تصدیق کرتے آئے ہیں۔ ہندوستانی رسولوں نے بھی تصدیق کی ہے۔ پس ہندوستانی رسولوں کی امت کو بھی حضور کی تصدیق کرنی چاہئے اور ہم کو بھی ہندوستان کے تمام رسولوں پر ایمان لانا چاہئے اسی میں ہندوستان کی ظاہری و باطنی بہبودی ہے اور یہی ایک طریقہ ہے جس سے ہندو مسلمانوں میں دلی اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ ہندوؤں کا مسلمان اور مسلمانوں کا ہندو ہونا مشکل ہے نہ اس بیان سے میری یہ غرض ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں قوموں کی باہمی نفرت و اجنبیت دور ہو۔ ہر ایک دوسرے کے پیشوا کی عزت کرے۔ اور گلے ملنے کے بعد پہلے مسلمانوں کا قدم

112

جو صاحب تجارت و صنائع کے ... [illegible] ... ثابت ہو چکے

یاقوت - مروارید - مرجان
یشب - کہربا - کستوری - زعفران

دغیرہ وغیرہ جواہرات سے مرکب

روح کی ایک لطیف غذا ہے — مردہ دلوں میں ایک نئی زندگی بخشتا ہے — جوانی کی روح بڑھانے کی جان

مفرح عنبری — یا شافی — مفرح عنبری — یا کافی — مفرح عنبری

وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ — خوراک دو ماشہ

قیمت — قیمت — قیمت

فی ڈبیہ پانچ روپیہ صہ — تین ڈبیہ تیرہ روپیہ عہ — ایک درجن ۵۰

مفرح عنبری میں خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے تمام خوبیاں موجود ہیں جس کے حاصل کرنے کیلئے اہل ملک نے لاکھوں روپے یورپ اور نیز جہاں تہاں نذر کئے ہیں۔ خداوند کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانہ پر ہو چکا ہے اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحہ سیاہ کرکے آپکی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنیکی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسیقدر واجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں

مفرح عنبری جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اسکا ادنیٰ خاصہ یہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک و سرور پیدا ہو کر حواس ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں۔ خیالات اعلیٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت اور تفریح پہونچتی ہے کہ گویا عدم سے خالی بدنے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ ضعف دل بیچینی۔ دل کا دھڑکنا۔ دل کا ڈوبتے جانا۔ سانس کا پھولنا۔ پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا قابل اعتماد تریاق

مفرح عنبری کے استعمال سے ضعف دماغ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ کثرت احتلام۔ کثرت پیشاب وغیرہ کو ایک خاص فائدہ پہونچتا ہے جو دوسری ادویات کیطرح عارضی نہیں ہوتا کثرت سے جو دماغ گردوں اور جگر کے فعل میں کمی واقع ہوتی ہے وہ اسکے استعمال جاری رکھنے سے پوری ہو جاتی ہے

مفرح عنبری جن کے اعصاب بسبب کوئی اندیشی یا غلط کاری عیاشی۔ کثرت محنت عیاشی۔ کثرت محنت دماغی رنج و فکر وغیرہ سے ضعف ہو جائے اور جسم میں کمی واقع ہو ان کے لئے مفرح عنبری ایک اکسیر کا کام دینے والا بے نظیر مرکب ہے **مفرح عنبری** وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بیفضلہ تعالیٰ آرام دیتا ہے۔ اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں ججوں۔ وکیلوں تحصیلداروں منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص [illegible] ... مونس و رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں رکھنا چاہئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک ... [illegible] ... نمایش شروع ہے **مفرح عنبری** چونکہ اکثر ... [illegible] ... جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض ... [illegible] ... طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہے یا اندیشہ ہو ... [illegible] ... کی فرمانبرداری کے ساتھ اس کا استعمال ... [illegible] ... اور لازمی ہے بطور حفظ ما تقدم کے طور پر یہ اس سے بڑھکر اور دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔ مفرح عنبری ... [illegible] ... ان سب باتوں کو سمجھتے ہیں کہ کس مرض اور کس موقع پر مفید ہو سکتی ہے۔ عنبر پبلک کی اطلاع کیلئے ... [illegible] ... مستورات کو استقاط حمل کا عارضہ ... [illegible] ... حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت ... [illegible] ... خون کے نکل جانیسے زردی حالت ہو گئی یا کمی امداد کے باعث ... [illegible] ... حاصل کرنا چاہئے مفرح عنبری سے وہ لوگ بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں ... [illegible] ... شروع ہو گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قویٰ ... [illegible] ... مفرح عنبری عجیب و غریب مرکب ہے جس کے استعمال سے نزلہ زکام کا زور دماغی طاقت بہر بہو رہو جاتی ہے اعصابی طاقت میں روز افزوں ترقی ہو کر دلمیں سرور چہرہ سرخ و پر نور ہو جاتا ہے

سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں

خانبہادر عالیجناب مولوی سید محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیراگڈھ ضلع رامپور

عنایت فرمائی حکیم صاحب بسلام مسنون آپکا مفرح عنبری کی خانبہادر مولوی محمد حسین صاحب وزیر اعظم ریاست کہیراگڈھ نے منگائی تھی آپکا تجربہ ہے یا یہ مفرح عنبری بہت مفید ثابت ہوئی آپ مہربانی کرکے تین ڈبیہ اور نام نصاحب موصوف کے نام جسقدر جلد ممکن ہو ویلیو پے ایبل روانہ فرمایئے دستخط سید بخشش محمد پرائیویٹ سکرٹری

عالیجناب خانبہادر عبد المجید خاں صاحب رئیس اعظم بدر ستی

تحریر فرماتے ہیں مفرح عنبری کی چند ڈبیہ استعمال کرنے کے بعد اس کے فوائد مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپکو اطلاع دوں یہ کہ مفرح عنبری ایک بے نظیر مرکب ہے اور میں یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس سے عمدہ دوائی گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں کبھی تجربہ میں نہیں آئی تھی میرے خیال میں کمزور طاقت کے واسطے یکساں فائدہ ہے اور آپ جسقدر اس دوائی کی ایجاد پر فخر کریں بجا ہے صرف ان کی دوائی بموجب اشتہار ثابت ہوئی۔

عالیجناب رائے کالی پرشاد صاحب تعلقہ دار ورئیس باندا کی انگریزی چٹھی کا ترجمہ

ڈیر سر! میں نے آپکی ایجاد کردہ مفرح عنبری کی ایک ڈبیہ استعمال کی ہے۔ میں نہایت خوشی سے اسکے مفید ہونے کی تصدیق کرتا ہوں۔ دو سال کی بگڑی ہوئی صحت مجھے اس کے استعمال سے واپس ملی ہے مہربانی کرکے ایک ڈبیہ میرے دوست لالہ سکھن لال کے نام روانہ فرماویں۔

عالیجناب نواب عبد المجید خانصاحب بہادر

برادر جناب نواب صاحب بہادر شہنواز تحریر فرماتے ہیں اے حکیم بے نظیر! آپ کی مفرح عنبری نے جو جو فائدے دکھائے ہیں بیان سے باہر ہیں فی الواقع نہایت عمدہ چیز ہے بنظر مہربانی چھ ڈبیہ بذریعہ وی پی جلد ارسال فرما دیں

اسیطرح سینکڑوں عالی مرتبہ اصحاب نے مفرح عنبری کی تعریف کی ہے

المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور حویلی کابلی مل

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر چھپکر شایع ہوا۔

مسیحی مشنریوں سے خطاب

أَعُبَّادَ الْمَسِيحِ لَنَا سُؤَالٌ | نُرِيدُ جَوَابَهُ مِمَّنْ وَعَاهُ

مسیح پرستو! ہم ایک سوال کا جواب چاہتے ہیں تم میں سے جو شخص جواب دے سکتا ہو دے۔ سوال یہ ہے۔

إِذَا مَاتَ الْإِلٰهُ بِصُنْعِ قَوْمٍ | أَمَاتُوهُ فَمَا هٰذَا الْإِلٰهُ

کہ جب خدا ایک قاتل قوم کے ہاتھ سے مارا گیا تو وہ خدا کیا بلا ہے؟

وَهَلْ أَرْضَاهُ مَا نَالُوهُ مِنْهُ | فَبُشْرَاهُمْ إِذَا نَالُوا رِضَاهُ

آیا اس حسن سلوک سے انہوں نے اپنے خدا کو خوش کیا ہے اور اگر یہ سچ ہے تو ان کے لئے مژدہ ہے کہ انہوں نے اپنے خدا کی رضامندی کا رتبہ پالیا۔

وَإِنْ سَخِطَ الَّذِي فَعَلُوهُ فِيهِ | فَقُوَّتُهُمْ إِذَا أَوْهَتْ قُوَاهُ

اور اگر ان کا فعل اسکی رنجش کا باعث ہوا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کی قوت نے اسکی قوت کو بودا اور کمزور کر دیا۔

وَهَلْ بَقِيَ الْوُجُودُ بِلَا إِلٰهٍ | سَمِيعٍ يَسْتَجِيبُ لِمَنْ دَعَاهُ

اور کیا یہ صحیح ہے کہ خدا کے مارے جانے کے بعد یہ کارخانۂ عالم کسی مجیب الدعوات کے بغیر بدستور چلتا رہا؟

وَهَلْ خَلَتِ الطِّبَاقُ السَّبْعُ لَمَّا | ثَوَى تَحْتَ التُّرَابِ وَقَدْ عَلَاهُ

کیا جبکہ خدا زیر خاک مدفون ہو گیا تو آسمان اُس کی خدائی سے خالی پڑے رہ گئے؟

وَهَلْ خَلَتِ الْعَوَالِمُ مِنْ إِلٰهٍ | يُدَبِّرُهَا وَقَدْ سُمِرَتْ يَدَاهُ

کیا جمیع عالم کسی مدبر سے خالی ہو گئے ہے جبکہ خدا کے دونوں ہاتھوں میں میخیں لگائی گئیں۔

وَكَيْفَ تَخَلَّتِ الْأَمْلَاكُ عَنْهُ | بِنَصْرِهِمْ وَقَدْ سَمِعُوا بُكَاهُ

اور کیونکر اس کے املاک ان کے منصور ہو جانے کی وجہ سے اس سے خالی ہوگئے بحالیکہ وہ اس کا گریہ سنتے تھے۔

وَكَيْفَ أَطَاقَتِ الْخَشَبَاتُ حَمْلَ | الْإِلٰهِ الْحَقِّ شُدَّ عَلَى قَفَاهُ

اور لکڑی (صلیب) نے خدا کو کیسے اُٹھالیا جو اُس کی گُدی پر باندھی گئی؟

وَكَيْفَ دَنَا الْحَدِيدُ إِلَيْهِ حَتّٰى | يُخَالِطَهُ وَيَلْحَقَهُ أَذَاهُ

اور لوہا (بیڑیاں) خدا سے کیسے قریب ہو کر اسے تکلیف دیتا رہا؟

وَكَيْفَ تَمَكَّنَتْ أَيْدِي عِدَاهُ | وَطَالَتْ حَيْثُ قَدْ صَفَعُوا قَفَاهُ

اور دشمنوں کے ہاتھ اس پر کیسے قابو پا گئے کہ اس بیچارے کی گردن بھی تھپیڑوں سے لال کر دی؟

وَيَا عَجَبًا لِقَبْرٍ ضَمَّ رَبًّا | وَأَعْجَبُ مِنْهُ بَطْنٌ قَدْ حَوَاهُ

اس قبر پر تعجب ہے جسمیں پروردگار عالم مدفون رہا اور اس قبر سے زیادہ موجب تعجب وہ پیٹ ہے جسمیں وہ نو ماہ تک نشو ونما پاتا رہا۔

أَقَامَ هُنَاكَ تِسْعًا مِنْ شُهُورٍ | لَدَى الظُّلُمَاتِ مِنْ حَيْضٍ غِذَاهُ

وہ پروردگار عالم برابر نو ماہ ایک تاریک کوٹھڑی میں حیض کے خون سے غذا حاصل کرتا رہا۔

وَشَقَّ الْفَرْجَ مَوْلُودًا صَغِيرًا | ضَعِيفًا فَاتِحًا لِلثَّدْيِ فَاهُ

اور وہ بچہ ناتوان تھا کہ شرمگاہ کو پھاڑ کر باہر نکلا بحالیکہ پستان کے لئے منہ کھولے ہوئے تھا۔

وَيَأْكُلُ ثُمَّ يَشْرَبُ ثُمَّ يَأْتِي | بِلَازِمِ ذَاكَ هَلْ هٰذَا إِلٰهُ

بعد میں وہ کھاتا پیتا رہا اور برابر ہگتا رہا۔ کیا خدا ایسا ہی ہوتا ہے؟

تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ إِفْكِ النَّصَارٰى | سَيُسْأَلُ كُلُّهُمْ عَمَّا افْتَرَاهُ

حقیقی خدا نصارےٰ کے اس بہتان سے برتر ہے اور وہ عنقریب ان سب کو اس بہتان عظیم کی بابت پوچھے گا۔

أَعُبَّادَ الصَّلِيبِ لِأَيِّ مَعْنًى | يُعَظَّمُ أَوْ يُقَبَّحُ مَنْ رَمَاهُ

صلیب پرستو! صلیب کی کیوں تعظیم کرتے ہو یا جو شخص اسے پھینکے اسے کیوں برا کہتے ہو؟

وَهَلْ تَقْضِي الْعُقُولُ بِغَيْرِ كَسْرٍ | وَإِحْرَاقٍ لَهُ وَلِمَنْ بَغَاهُ

بھلا عقول سلیمہ صلیب اور خدا کے مرد و مشتہر کرنے والے کو توڑنے اور آگ میں جلانے کے سوا کچھ اور بھی فیصلہ دے سکتی ہیں؟

إِذَا رُكِبَ الْإِلٰهُ عَلَيْهِ كُرْهًا | وَقَدْ شُدَّتْ لِتَسْمِيرٍ يَدَاهُ

فَذَاكَ الْمَرْكَبُ الْمَلْعُونُ حَقًّا | فَدُسْهُ لَا تَبُسْهُ إِذْ تَرَاهُ

جبکہ خدا ازبردستی ایسی حالت میں صلیب پر سوار کیا گیا کہ اس کے ہر دو ہاتھ پر میخیں لگی تھیں تو ایسی سواری واقعی نفرت ناک اور ملعون ہونی چاہئے سو جب تم اسے دیکھا کرو تو بجائے اسکو بوسہ دو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا کرو۔

يُهَانُ عَلَيْهِ رَبُّ الْخَلْقِ طُرًّا | وَتَعْبُدُهُ فَإِنَّكَ مِنْ عِدَاهُ

اس صلیب پر تو پروردگار عالم کی ذلت ہوئی اور تم اسکی پرستش کرتے ہو جس سے یقیناً اس خدا کے دشمن ہو نہ دوست۔

فَإِنْ عَظَّمْتَهُ مِنْ أَجْلِ أَنْ قَدْ | حَوَى رَبَّ الْعِبَادِ وَقَدْ عَلَاهُ

وَقَدْ فُقِدَ الصَّلِيبُ فَإِنْ رَأَيْنَا | لَهُ شَكْلًا تَذَكَّرْنَا سَنَاهُ

فَهَلَّا لِلْقُبُورِ سَجَدْتَ طُرًّا | لِضَمِّ الْقَبْرِ رَبَّكَ فِي حَشَاهُ

اگر تم صلیب کی اس خیال پر تعظیم کرتے ہو کہ پروردگار عالم اس پر چڑھا تھا اور اب وہ اصلی صلیب تو جاتی رہی اسلئے جہاں کہیں اسکی شکل نظر آتی ہے تو اسکی بزرگی کا نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے) تو پھر تم لوگ تمام قبور کو دیکھ کر کیوں سجدہ نہیں کیا کرتے کیونکہ خدا تو تین دن قبر میں بھی پڑا رہا تھا۔

فَيَا عَبْدَ الْمَسِيحِ أَفِقْ فَهٰذَا | بِدَايَتُهُ وَهٰذَا مُنْتَهَاهُ

اے عبد المسیح بس اب رہنے دے تمہارے مذہب کی قلعی کھل گئی۔

(الہدیٰ)

ضرورت! ضرورت!! ضرورت!!!

مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ احباب الحکم کیلئے قیمت پیشگی ادا کرنیوالے خریدار پیدا کر کے اپنے مولیٰ کریم کے رب سے اجر عظیم کے مستحق ہوں۔ منیجر۔

اعلان

(اول) چونکہ آبادی جدید نہر چناب میں بہت سی غلط فہمیاں بابت نتائج اس ایکٹ کے پھیلی ہوئی ہیں جو حال میں مجلس واضعان قوانین نے منظور کیا ہے اسواسطے ضروری ہے کہ ایک ایسا صاف مضمون اسکی نسبت شایع کیا جاوے۔ جسکو ہر ایک معمولی آدمی بھی سمجھ سکے۔

(دوم) یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ زیر دفعہ ۸ سرکار نے بہت سی جوڑ شرایط کو تبدیل کر دیا ہے۔ یا تبدیل کرنے کا سرکار کو اختیار حاصل ہوگیا ہے بالکل جھوٹ ہے +

(۱) درباره مزارعان جنہیں مزارعان موروثی ہی شامل ہیں۔ صرف حسب ذیل صورتوں میں تبدیلیاں واقعہ ہوئی ہیں۔

(الف) بروئے دفعہ ۱۶ مزارعان کو جن میں مزارعان موروثی بھی شامل ہیں کوئی اختیار وصیت کرنیکا نہیں ہے جس سے آئندہ کیواسطے تمام خانگی تنازعات اور وراثت کے جھگڑے دور ہو جاویں گے۔

(ب) جہاں کسی چک میں سرکار نے بوقت تقسیم اراضی ایک مربعہ خاص آبادی کے واسطے مخصوص کر دیا ہے وہاں تمام رہایشی مکانات اس مربعہ آبادی میں بنائے جانے چاہئیں (دفعہ ۲۲) اور انہیں احاطہ جات میں بنائے جانے چاہئیں۔ جو ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی نے تقسیم کئے ہیں۔ (دفعہ ۲۰) ان احاطہ جات کے واسطے مزارعان سرکار سے کوئی کرایہ نہیں لیا جاوے گا (دفعہ ۲۱)

اگر ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی مناسب خیال فرماویں تو وہ کسی مزارعہ کو اپنے مربعہ میں رہائشی مکان بنانے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ (دفعہ ۲۰)

جو اب قانون میں درج کیا گیا ہے۔ وہ مسئلہ ابتدا سے موجود ہے +

(ج) سرکار کو اختیار ہے کہ وہ مزارعان کے واسطے ان کے مربعوں میں درخت لگانے کے لئے قواعد بناوے۔ فی الحال کوئی قواعد نہیں مرتب کئے گئے + درختوں کی تعداد جس کے لگانے کے واسطے بروئے قواعد مزارعہ پابند کیا جا سکتا ہے۔ وہ زیادہ سے زیادہ پچیس فی مربعہ ہو سکتی ہے یہ درخت مزارعہ اپنے مربعہ کے کسی حصہ میں یا کسی صورت میں جیسا وہ چاہے لگا سکتا ہے۔ چنانچہ اگر وہ چاہے تو سب کو ایک کونے میں بصورت ذخیرہ یا بشکل ایک قطار کے لگا سکتا ہے۔ یہ درخت ان کی اپنی ملکیت ہونگے۔

اگر کسی مزارعہ نے لازمی تعداد درختان سے زیادہ درخت لگائے ہوئے ہوں تو لازمی تعداد کے ماسوائے باقی درختان کو جس طرح وہ چاہے۔ اپنے استعمال میں لا سکتا ہے۔ مثلاً وہ اپنے درختوں کو جو لازمی تعداد سے زیادہ ہیں بغیر اجازت کے اپنے استعمال میں لانے کے واسطے کاٹ سکتا ہے یا بیچ سکتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر ایک مزارعہ کو لکڑی جلانے کے واسطے یا کوٹھا شہتیر بنانے کے واسطے مفت میں مل جاویگی۔

(د) سرکار کو اختیار ہوگا۔ کہ آبادی کی صفائی اور اچھے انتظام کے واسطے قواعد بناوے۔ اور اس کے واسطے سرکار کو یہ بھی اختیار ہوگا۔ کہ کچھ محصول مقرر کرے۔ اس کا ذکر آگے آوے گا۔

(۲) درباره مالکان۔

مالکان کے متعلق صرف حسب ذیل جدید شرایط ہیں

(الف) جہاں سرکار نے سفید پوشاں یا رئیساں کے چکوک میں ایک خاص مربعہ آبادی کے واسطے مخصوص کر دیا ہے۔ وہاں ان سفید پوشاں یا رئیساں اور ان کے مزارعان کو اس مربعہ آبادی کے اندر رہایشی مکان تیار کرنے چاہئیں لیکن اگر اس سے پیشتر کسی ایسے شخص کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے مربعہ میں رہایشی مکان بنالیوے اور جس نے ایسا مکان بنالیا ہوا ہے تو وہ اسوقت بھی جائز سمجھا جاوے گا۔

موجودہ شرایط جن کے ذریعہ سے مالکان اور ان کے مزارعان کو احاطہ جات بلا کرایہ دیئے جاتے ہیں بحال رہیں گے۔

(ب) صفائی کے متعلق وہی شرط ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔

(سوئم) دفعات ۱۵-۱۹ جو وراثت کے متعلق ہیں ان کا اطلاق نہر چناب یا کسی اور نہر کے موجودہ عطیات پر ہرگز نہیں ہو سکتا۔ موجودہ عطیات کے بابت وہی قانون اور رواج موثر ہوگا۔ جو ان عطیہ داروں نے سابقہ سکونت میں رواجاً ان کی ملکیتی اراضی پر حاوی ہے۔ ہاں اگر عطیہ کے شرایط میں مختلف قاعدہ وراثت کا درج ہے۔ تو پھر یہ قاعدہ وراثت حاوی ہوگا۔

حسب ذیل عطیات میں مختلف قاعدہ وراثت شرایط میں درج ہے:

(الف) مزارعان شتریال

(ب) چوہدری (نمبردار) شتریال مزارعان

(ج) معمولی نمبرداراں

(د) آبادکاران جن کو نہر چناب کے اکسٹنشنوں میں ۱۹۰۲ء اور اس کے بعد مربعہ جات تقسیم ہوئے ہیں۔

مزارعان شتریاں کی صورت میں سرکار کو اختیار ہے کہ وارث یا وارثاں کا انتخاب کرے۔ جو زاید اراضی کسی چودھری شتریال یا معمولی نمبردار کو بحیثیت اس کے چودھری یا نمبردار ہونے کے دی جاتی ہے۔ اس اراضی کا وہی وارث ہوتا ہے۔ جو اس چودھری یا نمبردار کا جانشین مقرر کیا جاتا ہے۔ وہ شرایط وراثت جو ۱۹۰۲ء میں جاری ہوئیں اور نہر چناب کے اکسٹنشنوں مثلاً بھنگو یا ہلک کلیا نوالہ شرقپور وانکل کے آبادکاروں پر حاوی ہے۔ وہی ہیں۔ جو ایکٹ ہذا کی دفعہ ۱۹ میں رکھی گئی ہیں۔

یہ سچ نہیں ہے کہ اگر کوئی اصلی آبادکار بلا اولاد نرینہ مر جاوے یا موروثت حاصل کرنے سے پہلے فوت ہو جاوے تو اس کا عطیہ ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی ضبط کرے گا۔ مگر ہاں یہ صورت اکسٹنشنوں کے آبادکاروں پر حاوی ہوگی۔ جن کو ۱۹۰۲ء کے بعد زمین ملی ہے۔ جبکہ ان کی شرایط میں اس امر کا ذکر درج ہو۔

یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ سرکار کو اختیار ہے کہ صرف ایک بیٹے کے نام بطور وارث زمین لگا دیوے۔ اور باقیوں کو محروم کر دیوے۔ مگر ہاں یہ قاعدہ شتریال مزارعان کی صورت میں

درست ہے۔ البتہ اگر اسسٹنٹ والا آبادکار بلا از حصول حقوق موروثت فوت ہو جاوے اور اسکی زمین مطابق موجودہ شرائط ضبط سرکار ہو جاوے۔ صاحب منتظم آبادی نے کبھی کبھی از سر نو صرف ایک لڑکے کے نام زمین تقسیم کر دی۔ اور ان کو اختیار ہے۔ کہ آئندہ بھی ایسا کریں۔

(چہارم) دفعہ ۲۳ کسی مزارعہ کو اپنے مربعہ میں اپنے مال مویشی کے واسطے چھپر یا ڈھارہ بنانے سے نہیں روکتی ہے وہ اپنے مربعے میں اس قسم کا چھپر یا ڈھارہ بلا اجازت بنا سکتا ہے۔

(پنجم) دفعہ ۲۴ سے جس کے ذریعہ ڈپٹی کمشنر یا منتظم آبادی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس شخص کی زمین ضبط کرلیں جس نے شرائط آبادی پوری نہیں کیں یا اسکا مزارعہ کی [illegible] ضبط کرلی جاوے سرکاری مطالبہ ادا نہیں کیا ہے۔ کوئی ایزادی موجودہ شرائط میں نہیں ہوتی۔ درحقیقت شرائط نرم کی گئی ہیں۔ کیونکہ آئندہ زمیندار کو اجازت دیجاوے گی کہ وہ کسی نوٹس یا عرضی ارسال ملنے کے بعد ایک مہینے کے اندر رقم واجب الوصول ادا کریں اور اگر [illegible] مالک ہو ویں تو ان سے سرکار بموجب [illegible] وصول کیجاوے گی جو ایکٹ مالگزاری میں درج ہے۔

(ششم) دفعہ ۲۵ میں ان لوگوں کے واسطے سزا تجویز کی گئی ہے جو درختاں کو کاٹ ڈالیں یا عمداً نقصان پہنچاویں۔ زیر اس دفعہ کے کسی ایسے شخص کو سزا نہیں دیجاوے گی جو ان درختوں کو کاٹے یا [illegible] جو اس کے اپنے مربعہ میں [illegible] وہ خود رو ہوں یا اس کے اپنے لگائے ہوئے [illegible] کہ وہ ان درختوں کو نہ کاٹے اور نہ عمداً نقصان پہنچاوے جو سرکاری درخت ہیں۔ مثلاً وہ درخت جو سرکار نے خود سڑک یا نہر پر لگائے ہیں۔ یا وہ درخت جو اس سرکاری زمین پر ہیں جو بلا تقسیم [illegible] ہے۔ جو کہ سرکاری مال ہے۔ البتہ اجازت حاصل کر کے وہ ایسا کر سکتا ہے۔ نیز کسی علیہ دار کو وہ درختان بھی نہ کاٹنے چاہئیں اور نہ ان کو عمداً نقصان پہنچانا چاہئے۔ جو آبادی کے اندر عام لوگوں کے آرام کے واسطے آبادکاروں نے لگائے ہیں۔ جہاں کوئی سرکاری کھال و نہالی یا زمینداری راستہ تقسیم شدہ مربعہ جات میں گذرتا ہے۔ جو درخت ایسے کھال یا راستے کے کنارے پر واقع ہیں۔ ان کو وہ آبادکار استعمال کر سکتا ہے۔ یا کاٹ سکتا ہے جس کے مربعہ جات کے کنارے پر واقع ہیں۔

(ہفتم) دفعہ ۲۸ کے رو سے سرکار کئی امورات کے متعلق قواعد بنا سکتی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ یعنی ایسی صورتوں میں وراثت کے قواعد تیار کرے۔ جہاں وراثت متوفی کے سب سے بڑے لڑکے یا چیدہ وارث یا وارثان کو پہنچتی ہے بعض لوگوں نے بیوقوفی سے یہ خیال کرلیا ہے کہ سرکار کا ارادہ ہے کہ موجودہ شرائط کو تبدیل کرے۔ اور جہاں پہلے نہیں ہے اب اس قاعدہ وراثت کو جاری کرے جس کے ذریعہ سب سے بڑا لڑکا ہی وارث بنتا ہے۔ یہ خیال جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ بالکل جھوٹ ہے۔

(ہشتم) ایک اور امر جس کے متعلق قواعد بنائے جا سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ آبادکار اپنے اپنے مربعہ جات میں درخت لگا دیں (دفعہ ۲۸ (د)) اس کا مطلب پہلے ہی ظاہر کر دیا گیا ہے جبتک آبادکار اپنی لازمی تعداد درختاں قائم رکھے گا۔ خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے تو باقی درختاں کی بابت اس کو استعمال کا پورا اختیار رہے۔ اور ان کے کاٹنے کی بابت کوئی سزا نہیں دی جا سکتی ہے۔ تمام درخت جو اس کے مربعے میں ہیں اسکی اپنی ملکیت سمجھے جاویں گے +

(نہم) آبادیوں کے انتظام اور صفائی کے متعلق سرکار قواعد بنا سکتی ہے۔ دفعہ ۲۸ (ج) زیر دفعہ ۲۹ سرکار کو اختیار دیا گیا ہے کہ ایک رقم (یعنی چوب) مقرر کرے جس سے چوہڑوں کی تنخواہ ادا کیجاوے۔ یا دوسرے اغراض جو انتظام آبادی کے متعلق ہوں پورے کئے جاویں۔ جہاں کسی آبادی میں لوگوں نے خود خاطر خواہ انتظام کر دیا ہے۔ وہاں کوئی امید نہیں ہے کہ زیر دفعہ ۲۹ کوئی ایسی رقم لگائی جاوے۔

(دہم) سرکار کو اچھی طرح سے معلوم ہے کہ یہ بہت ہی خطرناک بات ہے کہ چھوٹے اور معمولی معاملات کی بابت غیر ضروری قواعد مرتب کر کے چھوٹے چھوٹے ملازمان مثلاً پٹواریاں کو اختیار دیئے جاویں کہ وہ لوگوں کو تنگ کریں۔ اور ان سے ناجائز طور پر روپیہ حاصل کریں۔ اگر آئندہ کبھی زیر دفعہ ۲۸ قواعد مرتب کئے جاویں گے۔ تو اس بات کو ضرور مدنظر رکھا جاوے گا +

دستخط

جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر
کمشنر بندوبست پنجاب۔

صدقات

مخلص مومن تو ہمیشہ ہی وقتاً فوقتاً صدقات دیتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ ایام ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ملک کے مختلف حصوں پر نازل ہو رہا ہے اسلئے جہاں ہم لوگوں کو پاک تبدیلی کی حاجت ہے وہاں ضرورت ہے کہ رد بلا کے لئے صدقات بھی دیتے رہیں۔ قادیان میں مد صدقات جو صدر انجمن احمدیہ کے ماتحت ایک مستقل شاخ ہے اسکے ذریعے یتامیٰ۔ مساکین۔ مولفۃ القلوب۔ طلبہ علم۔ ابناء السبیل اور مختلف قسم کے حاجتمند اور قابل امداد احباب کی مدد کیجاتی ہے اور اس سال کے لئے اس کے اخراجات کا مستقل ماہواری خرچ تین سو روپیہ سے زائد ہے لیکن اس مد میں اب شاید اپریل کے مصارف ادا کر چکنے کے بعد مئی کے مصارف ادا کرنے کے لئے مشکلات کا سامنا ہو۔ اگرچہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ ہے کہ وہ غیب سے ایسے سامان بہم پہونچائے گا اور اپنے بندوں کو خود القا کریگا جو اسکی مدد کیلئے اٹھیں گے لیکن میرا فرض ہے کہ میں اس ضرورت کو پیش کروں۔ اس مد کے لئے ہر قسم کی رقوم صدقات آنی چاہئیں خصوصاً زکوٰۃ کا روپیہ جسکو ٹھیک زکوٰۃ کے اصل مصرف پر خرچ کیا جاتا ہے ناظرین پوری توجہ کریں۔ اس مد کا روپیہ محاسب صدر انجمن احمدیہ کے نام آنا چاہیئے۔

میں حضرت مسیح موعود پر کیوں ایمان لایا

ذیل میں چودھری غلام احمد صاحب رئیس کاٹھ گڑھ کی ایک چٹھی درج کرتا ہوں۔ جو انہوں نے اپنے حالات کے متعلق لکھی ہے۔ چودھری صاحب جیسا کہ خود انہوں نے ظاہر کیا ہے وہ سرسید مرحوم کے دلدادہ تھے اور جہانتک مجھے علم ہے ان کے کاموں میں بہت بڑی مدد دیا کرتے تھے۔ اس پیرانہ سالی میں خدا تعالیٰ نے انہیں توفیق دی ہے کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوگئے۔ ایڈیٹر

میں کچھ مختصر سا حال اپنے عقائد و اعمال مذہبی کا عرض کرتا ہوں۔ میں سن تمیز کو پہنچکر وہابی عقائد کا بڑی مضبوطی اور استقلال سے معتقد رہا۔ پھر سید احمد خان کی تحریرات فلسفی شروع ہوئیں تو ان کو بھی باتعصب مطالعہ کرتا رہا۔ اور بہت سی باتوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا رہا۔ مگر جب باخیر نتیجہ پر غور کیا تو اسلام یعنے مسلمانوں کی عملی حالت دن بدن بگڑتی نظر آئی۔ موجودہ دونو صاحبان (مولوی محمد اسمٰعیل شہید۔ اور سید احمد خان) کی تحقیقات سے مسلمانوں کے عقائد کی تو بہت کچھ اصلاح ہوگئی۔ مگر عملاً ان کی حالت خراب ہوگئی۔ اب دل میں یہ سوچ پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں اس دین کی حفاظت کا وعدہ فرماتا ہے مگر اس کا ایفاء کب ہوگا۔ میں اپنے خیال میں مہدی کی حدیثوں کو مجروح سمجھتا تھا۔ اور عیسےٰ کا زندہ آسمان پر ہونا اور پھر واپس آنا لغو جانتا تھا۔ البتہ اس امر کا یقین ولیکن پختہ تھا کہ خداوند تعالیٰ آیت استخلاف اور آیت اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا کے وعدے کے بموجب کسی ایسے شخص کو پیدا کریگا جو اس دین کو پھر زندہ کرکے دکھلا دیگا۔ مگر اس انتظار کی از حد بیقراری تھی کہ وہ دن کب آئیگا جب اسلام کے خشک شدہ باغ کی آبادی کی سعی ہوگی۔ میں مرزا صاحب کی تحریرات بھی اسوقت سے دیکھتا ہوں جب کتاب براہین احمدیہ کا اشتہار سفیر ہند پریس امرتسر میں پادری رجب علی کے پاس چھپنے کیلئے گیا۔ پھر براہین احمدیہ کی بعض جلدیں بھی مطالعہ کیں جس سے مرزا صاحب کے بیان صداقت اسلام اور اظہار نکات و رموز قرآن کا قایل ہوگیا اور مرزا صاحب کے دعویٰ الہام کو بھی سچ مانتا رہا۔ مگر خیال یہ تھا کہ اس سے اسلام کے متروک شدہ عمل کو کیا فائدہ ہوا؟ اسی اثنا میں مرزا صاحب نے دعویٰ مہدیت و مسیحیت کر دیا۔ اور مسلمانوں سے بیعت لینی شروع کر دی۔ اب میں اس تجسس و تحقیق میں ہوا کہ آیا مرزا صاحب امام ہیں یا نہ اور امام میں چار اوصاف کا ہونا ضروری سمجھتا تھا۔ کیونکہ امام کی فطرت نبیوں کے قریب قریب ہوتی ہے اور وہ اوصاف یہ ہیں (۱) ریفارم کا جس کے لئے مامور ہوئے ہوں پورا عامل اور سچا عاشق۔ (۲) ارادہ ایسا مستقل کہ کوئی تکلیف جسمانی یا مالی یا کوئی سختی دنیاوی اسکو اپنے کام کرنے سے روک نہ سکے (۳) کشش مقناطیسی۔ (۴) شرف مکالمہ اور تائیدیں۔

اس کے بعد حضرت اقدس کی تصدیق کیلئے دل مجھے دو ہی معیار میسر تھے۔ (۱) حضرت کا مضبوط ارادہ سے مسلمانوں کی عملی اصلاح میں لگے رہنا۔ (۲) جماعت کے بعض افراد کا سچے دل سے اسلام کی پیروی کرنے سے انکے ریفارم کا اثر۔ بس یہی میرا مطلوب تھا یہی مقصود۔ عرصہ تخمیناً تین سال سے خود قادیان حاضر ہوکر بیعت سے مشرف ہوا۔ پھر مجھکو باقی دو امر بھی حضرت اقدس کی ذات میں تصدیق ہوگئے۔ میرا یہ بھی یقین ہے کہ مامور کی کشش سعید فطرت دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکتی ہے نہ کہ شقی القلب لوگوں کو خواہ وہ قادیان میں رہیں یا کہیں۔ کوئی شاعر کہتا ہے۔

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام - ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است

اب اس امر کا اظہار باقی ہے کہ میں امام کا کیا رتبہ سمجھتا ہوں؟ میں حضرت مرزا صاحب کو نہ خدا سمجھتا ہوں جیسا کہ یہودیوں نے اپنے پیشواؤں کو سمجھا اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا الخ اور نہ خدا کا وہ برگزیدہ اور امام المرسلین اور خاتم النبیین رسول۔ البتہ محمد رسول اللہ کے اس دین کی خدمت کے لئے جو سب دینوں میں سچا اور پکا دین ہے اور زمانہ کی دجل اور مکاریوں سے نہایت خراب حالت کو پہونچ گیا ہے اور عملی لحاظ سے اسلام کا صرف نام باقی رہ گیا بحکم حدیث لا یبقی من الاسلام الا اسمہ۔ اصلاح اور تجدید کے لئے خدا کی طرف سے مسیح موسوی کی خو و عادات پر مامور ہوکر آئے ہیں کوئی نئی شریعت لیکر نہیں آئے بلکہ شریعت محمدیہ کا عمل قائم کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ اور انہیں اوصاف کے ساتھ جو ایسے ریفارمروں کے لئے ضروری ہیں بلکہ انہیں ازمنہ گذشتہ کے مصلحاں کی نسبت الہی طاقت بڑھکر کام کر رہی ہے کیونکہ موجودہ زمانہ کی خرابی مذہب حد سے بڑھ گئی ہے۔ جیسا کہ دشمن قوی ہو ویسا ہی نگہبان بھی قوی ہونا چاہئے اور حضرت اقدس ایسے ہی ہیں اور اپنی ساری طاقت سے کام کر رہے ہیں۔ البتہ اجتہاد میں غلطی کرنا امام وقت کا ایسا ہی ممکن ہے جیسا کہ رسولوں کا اگر کوئی صاحب اس پر اعتراض کریگا تو یہ آدم سے لیکر خاتم النبیین تک قرآن سے ثابت کردونگا

صاحبان میرے دل میں احمدی جماعت کے کسی فرد کے عمل سے جو برائے نام احمدی ہو اور عمل قرآنی کا نام و نشان نہ ہو یا ظاہر میں بڑے پکے احمدی ہیں اور باطن میں تہذیب اسلام کا کچھ اثر نہیں اور باوصف اس بات کے کہ حضرت اقدس کے ہاتھ پر بلکہ خدا کے ہاتھ پر۔ خدا کی گواہی اور اس کے رسول کی گواہی اور جماعت مسلمانوں کی گواہی سے اس امر کا اقرار اور عہد کر چکے ہیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا کچھ پاس نہیں ہے۔ شبہات پیدا ہوتے تھے مگر وہ شبہات خدا نے اس طرح رفع کر دیئے کہ اگر موجودہ مسلمان اصلاح نہیں پائیں گے تو خدا اسلام کی اعانت کے لئے کوئی ایسی اور قوم اس مذہب میں داخل کر دے گا جو اسلام کو مثل اولین مسلمانوں کے غالب کرے گی اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ کل روئے زمین کے انسانوں کا مذہب اسلام ہوگا اور وہ حضرت مرزا صاحب ہی کے ذریعہ ہوگا۔

غلام احمد کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور

ایک باورچی کی ضرورت ہے

مجھے ایک صالح باورچی کی ضرورت ہے چونکہ میرے پاس ہمیشہ سرکاری روپیہ رہتا ہے اسلئے میں اسے نوکر رکھ سکتا ہوں جو احمدی جماعت کے کسی اعلیٰ رکن کا سفارشی خط ہمراہ لاوے یا پہلے بھیج دے۔ تنخواہ چار روپیہ ماہوار اور روٹی ساتھ ہوگی یعنی روٹی کے علاوہ چار روپے دیئے جاویں گے۔

راقم غلام محمد پھلوری از شاہپور کنڈی ضلع گورداسپور۔